ماں اور بچے کی صحت سے منسلک حقوق اور حکومتی فرائض

اسلامی نقطہ نظر میں

ماں اور بچے کی صحت سے منسلک
حقوق اور حکومتی فرائض

اسلامی نقطہ نظر میں

متن پر نظرثانی ادارہ سینٹر فار کمیونیکیشن پروگرامز پاکستان سے منسلک مرکزی علماء کونسل کی زیرِ نگرانی کی گئی ہے۔ اس کتابچہ کا کوئی بھی حصہ ادارہ سینٹر فار کمیونیکیشن پروگرامز پاکستان کا باضابطہ حوالہ دے کر نشر یا دوبارہ شائع کیا جا سکتا ہے۔

برائے رابطہ: سینٹر فار کمیونیکیشن پروگرامز پاکستان

فون: 051-2294135-6

ویب سائیٹ: www.ccp-pakistan.org.pk

فہرست

باب اول: احترام انسانیت اور قرآنی ہدایات: 07

- احترام انسانیت قرآن کی نظر میں 09
- حفاظت جان 20
- مساوات 23
- ماں کا مقام 26

باب دوم: ماں بچہ کی صحت کے متعلق شرعی احکام: 31

- حاملہ کے متعلق شرعی احکام 33
- مرضعہ کے متعلق شرعی احکام 45
- علاج کی شرعی حیثیت 46

باب سوم: ماں بچہ کی صحت کے طبی اصول: 49

- زچگی کی احتیاطیں 51
- زچگی کے بعد کی احتیاطیں 52
- بچوں کی صحت کے متعلق احتیاطی تدابیر 54

باب چہارم: ماں اور بچہ کی صحت اور ہماری ذمہ داریاں: 55

- صحت اور اسلامی تعلیمات 57
- صحت ایک بنیادی حق 61
- خاندان کی ذمہ داری 62
- معاشرہ کی ذمہ داری 63
- حکومت کی ذمہ داری 64
- حکومت پاکستان کی شعبہ صحت میں سست روی 67
- حاملہ خواتین کے توجہ طلب مسائل وحکومتی مسؤلیت 69

پیش لفظ

تخلیق آدم علیہ السلام کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر یہی ہے کہ دنیا کا پہلا انسان جن کو اللہ رب العزت نے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور پھر انہی سے اولاد پھر انکی اولاد کی اولاد کو پیدا فرمایا اور تا ہنوز یہ تسلسل جاری ہے، لیکن اس نسل انسانی کے اس تسلسل کو باقی و ساری رکھنے کی جدو جہد پر پوری انسانیت متفق اور مصروف عمل ہے، آسمانی احکام و فرامین کے علاوہ عقل بھی اس سوچ و فلسفے کی متقاضی ہے کہ نسل انسانی کا بہر صورت تحفظ کیا جائے حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر وقت حاضر تک اس کی بقا کے لئے کوششیں کی جارہی ہے، یہاں تک اس انسانی جان کو جس چیز سے بھی خطرہ لاحق ہونے کا اندیشہ محسوس کیا گیا تو اس کے سد باب کے لیے کوشش کی گئی ہیں۔

انسانی جان کو بے شمار بیماریوں کا سامنا ہے اور اگر دیکھا جائے تو ترقی پزیر ممالک میں زچگی کے دوران ماں بچے کی شرح اموات بہت زیادہ ہے۔ پاکستان میں بھی ماں اور بچے کی صورتحال گھمبیر ہے۔ پاکستان کا شمار ان ممالک میں ہوتا ہے جہاں ماں اور بچے کی شرح اموات بہت زیادہ ہے، سالانہ تقریبا پندرہ ہزار حاملہ خواتین کی فوتگی ہو جاتی ہے اور پورے دو لاکھ بچے ایک سال کی عمر سے پہلے فوت ہو رہے ہیں۔ ان حقائق کے باوجود حکومت پاکستان خالص داخلی پیداوار کا ایک فیصد سے بھی کم حصہ صحت سے متعلق امور پر خرچ کرتی ہے جو کہ پورے خطہ میں سب سے کم ہے۔

اگر اس صورتحال کی وجوہات کا جائزہ لیا جائے تو ایک طرف تو طبی سہولیات کا نہ ہونا ہے تو دوسری طرف عوام کی سطح پر ماں اور بچے کی صحت سے متعلق شعور اور آگاہی کا بھی فقدان ہے، نہ تو مقامی سطح پر عوام کا صحت سے متعلق سہولیات کا مطالبہ کیا جاتا ہے اور نہ عوام براہ راست

صحت کے مراکز کی بہتری کے عمل میں شامل ہے

اسی سوچ کے تحت ادارہ **"سنٹر فار کمیونیکیشن پروگرامز پاکستان"** نے یہ ضرورت محسوس کی کہ ملک پاکستان میں افزائش نسل کی انتہائی اہمیت حامل مراحل یعنی ماقبل ولادت اور مابعد ولادت کے حوالے سے **ماں اور بچے کی صحت** پر مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد، خاندان و معاشرہ اور حکومت کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ مرتکز کروانے کے لئے زیر نظر کتابچہ مرتب کروایا ہے۔ تاکہ ہر متعلق انسان کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہو۔ ادارہ سے وابستہ تمام مسالک کے اکابرین علماء کی کونسل نے اس مرتب کردہ کتابچے کی تیاری سے لے کر حتمی شکل تک بھرپور رہنمائی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول منظور فرمائیں۔

باب اول

احترام انسانیت اور قرآنی ہدایات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احترام انسانیت اور قرآنی ہدایات

کائنات کا قیمتی ترین اثاثہ انسان ہے، کائنات میں جتنی موجود اشیاء ہیں وہ رب کائنات نے انسان کے لئے پیدا کی ہیں، ان کو وجود ہی انسان کے لئے بخشا، ارشاد فرمایا:

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ (الجاثیہ ۱۳)

اور اللہ تعالی نے تمہارے لئے مسخر بنادیا جو کچھ آسمانوں میں ہے اور کچھ بھی زمینوں میں ہے سب کو اپنی طرف سے، بے شک اس میں ان لوگوں لئے نشانیاں ہیں جو غور کرتے ہیں۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿ ﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴿ ابراھیم: ۳۲، ۳۳ ﴾

اللہ وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، اور آسمان سے پانی اتارا، اور پھر اس پانی سے مختلف پھل تمہارے لئے بطور رزق پیدا کئے، اور تمہارے لئے کشتی کو مسخر کردیا، تاکہ وہ اس کے حکم سے سمندر میں چلے اور تمہارے نفع کے لئے دریاوں کو مسخر کردیا، اور سورج اور چاند کو مسخر کردیا جو دوام رکھنے والے ہیں، اور تمہارے لئے دن اور رات کو مسخر کردیا۔

وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ؕ
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿ النحل: ۱۲ ﴾

اور اسی نے تمہارے فائدے کے لئے مسخر کر دیئے رات اور دن کو بے شک اس میں بڑی نشانیاں ہیں ان کے لئے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔

وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿ النحل: ۱۴ ﴾

اور وہی ہے جس نے سمندر کو مسخر کر دیا تاکہ تم اس میں سے تازہ گوشت کھاؤ اور تاکہ اس میں سے زیور نکالو جسے تم پہنتے ہو، اور تم کشتی کو دیکھتے ہو کہ پانی کو چیرتی ہوتی چلی جاتی ہے، تاکہ تم اللہ کا فضل تلاش کرتے رہو، اور تاکہ تم اس کا شکر ادا کرتے رہو۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ؕ وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿ الحج: ۶۵ ﴾

کیا تم نے اس پر نظر نہیں کی کہ اللہ نے تمہارے کام میں لگا رکھا ہے جو کچھ زمین میں ہے اور کشتی بھی اس کے حکم سے سمندر میں چلتی ہے، اور اسی نے آسمان کو زمین پر گرنے سے روکا ہے، ہاں جب اس کا حکم ہو جائے بے شک اللہ ان پر بڑا شفقت والا ہے بڑا رحمت والا ہے۔

اَلَمۡ تَرَوۡا اَنَّ اللّٰہَ سَخَّرَ لَکُمۡ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ وَاَسۡبَغَ عَلَیۡکُمۡ نِعَمَہٗ ظَاہِرَۃً وَّبَاطِنَۃً ؕ وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یُّجَادِلُ فِی اللّٰہِ بِغَیۡرِ عِلۡمٍ وَّلَا ہُدًی وَّلَا کِتٰبٍ مُّنِیۡرٍ ﴿لقمان: ۲۰﴾

کیا تم لوگوں نے اس پر نظر نہیں کی کہ اللہ تعالی نے آسمانوں اور زمین کا سب کچھ تمہارے کام میں لگا دیا، اور اس نے تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری کر رکھی ہیں اور لوگوں میں ایسے بھی ہیں جو اللہ کے بارے میں بغیر واقفیت بغیر دلیل اور بغیر روشن کتاب کے بحث کیا کرتے ہیں۔

یُوۡلِجُ الَّیۡلَ فِی النَّہَارِ وَیُوۡلِجُ النَّہَارَ فِی الَّیۡلِ ۙ وَسَخَّرَ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ ۫ۖ کُلٌّ یَّجۡرِیۡ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمۡ لَہُ الۡمُلۡکُ ؕ وَالَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِہٖ مَا یَمۡلِکُوۡنَ مِنۡ قِطۡمِیۡرٍ ﴿الفاطر: ۱۳﴾

وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے، اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے، اور اس نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے، اور جنہیں تم اس کے علاوہ پکارتے ہو وہ کھجور کی کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی اختیار نہیں رکھتے۔

وَالَّذِیۡ خَلَقَ الۡاَزۡوَاجَ کُلَّہَا وَجَعَلَ لَکُمۡ مِّنَ الۡفُلۡکِ وَالۡاَنۡعَامِ مَا تَرۡکَبُوۡنَ ﴿﴾ لِتَسۡتَوٗا عَلٰی ظُہُوۡرِہٖ ثُمَّ تَذۡکُرُوۡا نِعۡمَۃَ رَبِّکُمۡ اِذَا اسۡتَوَیۡتُمۡ عَلَیۡہِ وَتَقُوۡلُوۡا سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَنَا ہٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقۡرِنِیۡنَ ﴿﴾ وَاِنَّاۤ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ ﴿الزخرف: ۱۲، ۱۳، ۱۴﴾

اور اللہ وہ جس نے تمام اقسام کے جوڑے بنائے اور تمہارے لئے کشتیاں اور چوپائے بنائے تم ان پر سوار ہوتے ہو، تاکہ تم ان کی پیٹھ پر جم کر بیٹھو پھر جب تم اس پر جم کر

بیٹھ چکو، تو اپنے پروردگار کی اس نعمت کو یاد کرو، اور کہو کہ پاک ذات ہے وہ جس نے ہمارے تابع کردیا اس سواری کو، اور ہمارے بس میں اس کا قابو کرنا نہیں اور ہم کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹنا ہے۔

یہ اور اس طرح کی بہت ساری آیات، اور جن جن آیات کریمہ میں اللہ کریم نے انسان پر اپنی مختلف النوع نعمتوں کا تذکرہ فرمایا ہے اس بات پر دلالت کرتی ہیں، کہ اس کائنات کا سب سے اشرف اور سب سے اعلی اور سب سے محترم ومکرم مخلوق صرف اور صرف حضرت انسان ہے، اور کائنات کی ہر چیز اللہ جل شانہ نے اس انسان کے لئے بنائی اور پیدا کی ہے خشکی کی مخلوق پانی کی مخلوق اور فضائی مخلوق اسی انسان کے نفع کے لئے ہیں کچھ کو انسان کھاتا ہے کچھ پر سواری کرتا ہے، کچھ پر سامان لادتا ہے، اور کچھ ماحول اور فضا کو سازگار بناتے ہیں، کچھ جراثیم کو ختم کرتے ہیں، کچھ ایسے جراثیم پیدا کرتے ہیں جو انسان کے لئے مفید ہوتے ہیں، غرض یہ کہ ہر ایک چیز اور کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ جل شانہ نے انسان کے فائدہ کے لئے بنایا آپ ذرا غور فرمائیں کہ اللہ کریم نے آسمانوں کا زمین کا، زمین اور آسمان کے درمیان فضا اور ذرات کا، چاند سورج کا، زمین اور زمین کے خزانوں کا، سمندر اور اس کی تہہ میں بسنے والی مخلوقات کا، سمندر کے خزانوں کا، سمندر کے نقل وحمل کے ذرائع کا بار بار اپنے مقدس کلام میں انسان پر اپنی نعمتوں کی ضمن میں تذکرہ فرمایا تو اس سے مقصود تو یہی ہے کہ جب یہ سب کچھ انسان کے لئے اللہ کریم ہی نے بنایا ہے تو پھر اس انسان کا معبود بھی صرف اللہ کریم کو ہی ہونا چاہئے کوئی دوسرا عبادت کے لائق نہیں۔

اور دوسری بات یہ کہ دنیا میں اللہ کریم کی جتنی بھی مخلوقات ہیں، ان میں سب سے زیادہ عزت وتکریم کے لائق یہ انسان ہے اللہ جل شانہ نے انسان کی عزت وتکریم کو واضح الفاظ میں بیان کیا ہے، ارشاد ہے:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ﴿الإسراء: ٧٠﴾

اور ہم نے عزت دی اولاد آدم کو اور سواری دی ان کو جنگل اور دریا میں، اور روزی دی ان کو ستھری چیزوں سے، اور فضیلت دی ان کو بہتوں سے جن کو پیدا کیا ہے ہم نے بڑائی دے کر۔

انسان کی یہ فضیلت عقل وشعور کے حوالے سے قد وقامت کے حوالے سے نطق وگویائی کے حوالے سے ہے، رزق کے استعمال کرنے کے حوالے سے بھی ہے، معاشرتی حقوق اور معاملات کے حوالے سے ہے، کہ انسان کے علاوہ دیگر مخلوقات میں حقوق وآداب نہیں ، یہ تمام خصوصیات وآداب صرف انسان کی خصوصیات میں سے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ میں بھی احترام انسانیت کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا مَرَّ أَحَدُكُمْ فِي مَسْجِدِنَا أَوْ فِي سُوقِنَا وَمَعَهُ نَبْلٌ فَلْيُمْسِكْ عَلَى نِصَالِهَا بِكَفِّهِ أَنْ يُصِيبَ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ مِنْهَا بِشَيْءٍ. ﴿رواه مسلم وبخاري﴾

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی نیزہ لے کر ہماری مسجد یا ہمارے بازاروں میں سے گزرے، تو اس کی تیز دھار والے طرف کو ہاتھ میں پکڑلے، تاکہ مسلمانوں کو کہیں اس سے کوئی ایذاء نہ پہنچ جائے۔

عن جرير بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من لا يرحم الناس لا يرحمه الله عز وجل. ﴿بخاري ومسلم﴾

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص لوگوں پر رحم اور مہربانی نہیں کرتا اللہ کریم اس پر رحم اور مہربانی نہیں فرماتے۔

عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إذا صلى أحدكم للناس فليخفف فإن منهم الضعيف والسقيم والكبير وإذا صلى أحدكم لنفسه فليطول ما شاء. ﴿بخاري ومسلم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں جو شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو ہلکی نماز اور مختصر نماز پڑھائے اس لئے کہ نمازیوں میں ضعیف بیمار اور بڑی عمر والے لوگ ہوتے ہیں اور جو تم میں سے اپنی الگ نماز پڑھے تو جتنی چاہئے لمبی نماز پڑھے۔

أن سالما أخبره أن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما أخبره أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال المسلم أخو المسلم لا يظلمه ولا يسلمه ومن كان في حاجة أخيه كان الله في حاجته ومن فرج عن مسلم كربة فرج الله عنه كربة من كربات يوم القيامة ومن ستر مسلما ستره الله يوم القيامة. ﴿بخاري ومسلم﴾

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے کہ جو نہ تو اس پر ظلم کرتا

ہے اور نہ ظلم کے حوالے کرتا ہے، اور جو کوئی اپنے کسی بھائی کی ضرورت پوری کرنے میں ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی ضرورتوں اور حاجتوں کو پورا کرتا ہے، اور جس نے کسی مسلمان کی پریشانی دور کی اللہ کریم اس کے قیامت کے دن کی پریشانی دور کرے گا، اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ کریم قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔

عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المسلم أخو المسلم لا يخونه ولا يكذبه ولا يخذله، كل المسلم على المسلم حرام عرضه وماله ودمه التقوى ها هنا بحسب امرئ من الشر أن يحتقر أخاه المسلم. ﴿الترمذي﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، یہ اس کے ساتھ خیانت بھی نہیں کرتا، جھوٹ بھی نہیں بولتا، اس کو رسوا بھی نہیں کرتا، ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر اس کا مال اس کا خون اور اس کی عزت وآبرو (پر حرف گیری کرنا) حرام ہے، ایک آدمی کے لئے اتنا ہی شر کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔

أن أبا هريرة رضي الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: حق المسلم على المسلم خمس، رد السلام، وعيادة المريض، واتباع الجنائز، وإجابة الدعوة، وتشميت العاطس. ﴿بخاري﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں، سلام کا جواب دینا، مریض کی عیادت کرنا، جنازے میں جانا دعوت قبول کرنا، اور چھینک کا جواب دینا۔

قال البراء بن عازب رضي الله عنهما أمرنا النبي صلى الله عليه وسلم بسبع ونهانا عن سبع. أمرنا بعيادة المريض واتباع الجنازة وتشميت العاطس وإبرار القسم ونصر المظلوم وإفشاء السلام وإجابة الداعي ونهانا عن خواتيم الذهب وعن آنية الفضة وعن المياثر والقسية والإستبرق والديباج. ﴿رواه البخاري﴾

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا ہے، اور سات چیزوں سے منع فرمایا ہے، آپ نے مریض کی عیادت کرنا، جنازہ کے ساتھ جانے، چھینک والے کا جواب دینے، سلام کا جواب دینے، بلانے والے کی دعوت قبول کرنے، قسم کھانے والے کی قسم پورا کرنے، اور مظلوم کی مدد کرنے کا حکم ارشاد فرمایا، اور سونے کی انگوٹھی پہننے، چاندی کے برتن سے، سرخ زین پوش استعمال کرنے، ریشم کے کپڑے قسی واستبرق اور دیباج پہننے سے منع فرمایا۔

عن خالد بن الوليد رضي الله عنه .... فقال: خير الناس من ينفع الناس فكن نافعا لهم. ﴿كنز العمال﴾

حضرت خالد بن ولید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں میں بہتر شخص وہ جو لوگوں کی نفع رسانی کا کام کرے پس ان کے لیے سود بخش بنو۔

أن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إنما الناس كالإبل المائة لا تكاد تجد فيها راحلة. ﴿البخاري﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ لوگوں کی مثال ایسی ہے جیسے سو اونٹ، کہ ان میں سواری کے لئے سانڈنی بمشکل ایک ملتی ہے (بقیہ سب لدو ہوتے یعنی بوجھ اٹھانے کے کام آتے ہیں)۔

عرب کی سرزمین ریگستانی صحرا ہے اور اس میں اونٹ کی قدر و قیمت وہی لوگ جانتے ہیں جو اس سرزمین سے تعلق رکھتے ہوں اور جو اس ریگستانی صحراؤں میں دور دراز کے سفر کرتے ہوں، اور پھر اونٹوں میں جو اونٹ یا سانڈ سواری کا کام دیتا ہے، اس کی قدر و منزلت کو وہی لوگ جانتے ہیں جن کی یہ سواری ہوتی ہے، اب اس ایک اونٹ یا ایک سانڈ یا سانڈنی کے لئے پورا کا پورا ریوڑ پالنا پڑتا ہے، پورے ریوڑ کی حفاظت کرنی پڑتی ہے، پورے ریوڑ میں ایک جانور بھی ضائع کرنے کے قابل نہیں ہوتا ممکن یہ ایک سواری والا سانڈ یا سانڈنی ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کی قدر و قیمت انسان کا احترام و اکرام ان لوگوں کو انہی کے مزاج و مشاہدے کے مطابق بتایا کہ ایک نفع مند اونٹ کے حصول کے لئے اگر تم باربردار اونٹوں کا ریوڑ اور پورا غلہ پالتے ہو اس کی حفاظت کرتے ہو تو انسانوں میں گوہر نایاب معاشرہ کے لئے سود مند، معاشرے کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے، لوگوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے، لوگوں کو اللہ رسول کا راستہ دکھانے والے اور سائنس و طب میں کارنامے سرانجام دینے والے چند افراد ہی ہوتے ہیں، لیکن ان چند افراد کو مہیا کرنا حاصل کرنا، اور ان کے لئے ان کا میدان مہیا کرنے کے لئے پوری انسانیت کو پالنا پوسنا پڑتا ہے، اور کوئی ایک فرد بھی ضائع کرنے اور بے وسیلہ چھوڑنے کے قابل نہیں، اگر ایک بھی ضائع ہو جائے تو عین ممکن ہے کہ یہ ایک ضائع ہونے والا شخص وہی ہو جو معاشرہ کو بام عروج تک پہنچا سکتا ہو، اس لئے اسلام نے مطلقاً حرمت انسانیت کا درس دیا ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: خير الناس من يرجى خيره ويؤمن شره . وشر الناس من لا يرجى خيره ولا يؤمن شره. ﴿الاستذكار﴾

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں میں سب سے بہتر شخص وہ ہے جس سے خیر کی توقع رکھی جاتی ہو، اور اس کے شر سے لوگ محفوظ ہوں، اور سب سے بُرا شخص وہ جس سے خیر کی کوئی توقع نہ رکھی جا سکتی ہو اور نہ ہی اس کے شر سے لوگ محفوظ ہوں۔

عن أبي هريرة أن النبي صلى الله عليه وسلم وقف على ناس جلوس فقال ألا أخبركم بخيركم من شركم فسكت القوم فأعادها ثلاث مرات فقال رجل من القوم بلى يا رسول الله. قال خيركم من يرجى خيره ويؤمن شره وشركم من لا يرجى خيره ولا يؤمن شره. ﴿مشكاة المصابيح﴾

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھے ہوئے صحابہ کرام کے سامنے کھڑے ہو کر فرمایا کہ کیا میں تمہارے بہترین آدمی کو تمہارے بدترین آدمی سے جدا کر کے نہ بتاؤں؟ صحابہ کرام سن کر خاموش رہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ جملہ ارشاد فرمایا تو ایک صحابی نے عرض کیا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں بہترین آدمی وہ ہے جس سے لوگ بھلائی کی توقع کریں اور اس کے شر سے محفوظ و مامون ہوں اور تم میں سے بدترین وہ ہے جس سے لوگ بھلائی کی توقع نہ رکھیں اور اس کے شر سے محفوظ و مامون نہ ہوں۔

اس ارشاد مبارک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیر اور شر کا معیار لوگوں کو خیر پہنچانا اور شر پہنچانے کو قرار دیا کہ جو لوگوں کو خیر پہنچائے وہ سب سے بہتر ہے اور شر پہنچائے وہ سب سے برا شخص ہے۔

عن أنس وعبد الله قالا: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الخلق عيال الله . فأحب الناس إلى الله من أحسن إلى عياله. ﴿مشكاة المصابيح﴾

حضرت انس اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مخلوق اللہ جل شانہ کی عیال (کے مانند) ہے اور اپنی تمام مخلوق میں اللہ تعالی سے زیادہ پیارا وہ شخص ہے جو اس کی عیال کے ساتھ حسن سلوک کرے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشاد مبارک میں ایک ایسے انداز سے انسان کی حرمت قدر منزلت مقام ومرتبہ ظاہر فرمایا جو انسان کی سمجھ میں آنے والی ہے، ہر انسان کو دینا میں سب سے محبوب اس کی اولاد ہوتی ہے، آدمی دنیا میں جتنی محنت جدو جہد کرتا ہے، تو وہ محض اپنی اولاد کے مستقبل کو تابناک بنانے کے لئے، پھر اولاد کے مستقبل کے لئے بعض لوگ حرام حلال کی تمیز بھی ختم کردیتے ہیں، اپنی عاقبت محض بچوں کے مستقبل کی تابناکی کے لئے داؤ پر لگادیتے ہیں، سود رشوت، ملاوٹ ذخیرہ اندوزی انسان بچوں کے مستقبل کے لئے کرتا ہے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی مخلوق کو اللہ کے کنبے کے ساتھ تشبیہ دی حالانکہ یہ بات ایمان اور عقیدے کی ہے کہ اللہ کریم اولاد بیوی بچوں کنبے اور اہل وعیال سے پاک اور بے نیاز ہیں اللہ کریم کی طرف اولاد وغیرہ کی نسبت کرنا بھی جائز نہیں، حرام اور کفر وشرک کی بات ہے، لیکن اللہ کریم کو اپنی مخلوق پسند کتنی ہے اللہ اپنی مخلوق کو کتنا محبوب رکھتا ہے اگر کسی اور چیز سے تشبیہ دی جاتی تو شاید اتنی بلیغ اور سمجھ میں آنے والی بات نہ ہوتی جتنی اس تمثیل میں ہے، اور وجہ اس کی یہ ہے کہ کھانے

پینے میں لوگوں کا مزاج مختلف ہوتا ہے رہن سہن میں مزاج مختلف ہوتا ہے ہر چیز میں ایک چیز اگر ایک کو پسند ہے تو دوسرا اس کو پسند نہیں کرتا لیکن اہل وعیال کے ساتھ محبت یکساں ہوتی ہے، یہاں تک جانور پرندے اور کیڑے مکوڑے بھی ایک مدت تک اولاد کو پالتے پوستے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تمثیل سے انسان کی عظمت قدر وقیمت واضح فرمائی، تاکہ دنیا کے سامنے انسان کے احترام کی وضاحت ہوجائے پھر ہم میں سے ہر شخص یہ بات بھی جانتا ہے کہ ہماری اولاد کے جو شخص پیار محبت شفقت اور مہربانی سے پیش آتا ہو، اسی قدر ان بچوں کے والدین کو بھی وہ شخص اچھا لگتا ہے، تو اللہ کریم کی مخلوق کو جو شخص جسمانی روحانی دینی اور دنیاوی جائز اور حلال ذرائع سے شریعت کے دائرہ میں رہ کر جتنا پہنچائے اتنا ہی اللہ کریم محبوب ہوگا۔

حفاظت جان:

قرآن کریم اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آحادیث سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق انسانی جان کی بڑی قدو قیمت ہے، اور ان کو تلف کرنا شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ ہے۔ ذیل میں چند آیات سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ انسانی جان کی حفاظت کے واسطے کتنی تاکید اور اس کے تلف کرنے پر کتنی سخت وعیدیں ہیں۔

وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَاَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴿النساء: ٩٣﴾

اور جو شخص کسی مسلمان کو قتل کرے تو اسکی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اور اللہ اس پر غضب نازل کرے گا، اور لعنت بھیجے گا اور اللہ نے اسکے لئے زبردست عذاب تیار کر رکھا ہے۔

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَلَقَدْ جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ۡ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ﴿المائدة: ۳۲﴾

اسی وجہ سے بنی اسرائیل کو یہ فرمان لکھ دیا تھا، کہ جو کوئی کسی کو قتل کرے، جب کہ یہ قتل نہ کسی اور جان کا بدلہ لینے کے لیے ہو، اور نہ کسی کے زمین میں فساد پھیلانے کی وجہ سے ہو، تو یہ ایسا ہے جیسے اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا، اور جو شخص کسی کی جان بچالے تو یہ ایسا ہے جیسے اس نے تمام انسانوں کی جان بچالی۔

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا

﴿الإسراء: ۳۳﴾

اور جس جان کو اللہ نے حرمت عطا کی ہے، اسے قتل نہ کرو، الّا یہ کہ تمہیں (شرعا) اس کا حق پہنچتا ہو، اور جو شخص مظلومانہ طور پر قتل ہو جائے تو ہم نے اس کے ولی کو (قصاص کا) اختیار دیا ہے، چنانچہ اس پر لازم ہے کہ وہ قتل کرنے میں حد سے تجاوز نہ کرے۔ یقیناً وہ اس لائق ہے کہ اس کی مدد کی جائے۔

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَـيْـــًٔـا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿الأنعام: ۱۵۱﴾

(ان مشرکوں سے) کہو کہ آو، میں تمہیں پڑھ کر سناؤں کہ تمہارے پروردگار نے (درحقیقت) تم پر کونسی باتیں حرام کی ہیں، وہ یہ ہیں کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراو، اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اور غربت کی وجہ سے اپنے بچوں کو قتل نہ کرو۔ ہم تمہیں بھی رزق دیں گے، اور ان کو بھی، اور بے حیائی کے کاموں کے پاس بھی نہ پھٹکو، چاہے وہ بے حیائی کھلی ہوئی ہو، یا چھپی ہوئی ہو، اور جس جان کو اللہ نے حرمت عطا کی ہے، اسے کسی برحق وجہ کے قتل نہ کرو، لوگو! یہ ہیں وہ باتیں جن کی اللہ نے تاکید کی ہے، تاکہ تمہیں کچھ سمجھ آئے۔

اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اجتنبوا السبع الموبقات: قيل يا رسول الله وما هن قال: الشرك بالله، والسحر وقتل النفس التي حرم الله إلا بالحق: وأكل مال اليتيم، وأكل الربا، والتولي يوم الزحف وقذف المحصنات الغافلات المؤمنات.

﴿صحيح مسلم﴾

یعنی سات مہلک کاموں سے بچو، پوچھا گیا کہ یارسول اللہ! وہ سات کام کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، اور جادو کرنا، اور کسی ایسے انسان کو ناحق قتل کرنا جسے اللہ نے حرمت بخشی ہے، اور یتیم کا مال کھانا اور سود کھانا، اور جہاد میں پیٹھ پھیرنا، اور بھولی بھالی پاک دامن مسلمان عورتوں پر تہمت لگانا۔

عن ابن عباس أن النبي صلى الله عليه وسلم قال أبغض الناس إلى الله ثلاثة ملحد في الحرم ومبتغ في الإسلام سنة الجاهلية ومطلب دم امرئ بغير حق ليهريق دمه. ﴿صحيح البخاري﴾

یعنی اللہ کو سب سے زیادہ بغض تین آدمیوں سے ہے، ایک وہ شخص جو حرم میں بے دینی کا ارتکاب کرے، دوسرے وہ جو اسلام میں جاہلیت کے طریقے کو جاری کرنا چاہے، اور تیسرے وہ شخص جو ناحق کسی انسان کا خون بہانے کے لئے اس کے خون کا طلب گار ہو۔

ان آیات اور ارشادات نبویہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام سے انسانی جان کی اہمیت اور قدر و قیمت روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ کسی بھی مذہب سے زیادہ اسلام نے اس بات پر زور دیا ہے کہ نوع انسان کو بقاو دوام بخشا جائے بلکہ عقل و نقل دونوں کا یہ تقاضا ہے کہ انسانی جان محترم ہے اور اس کی حفاظت ایک لازم امر ہے، اور اس میں کسی بھی انسان کو اختلاف نہیں چاہے وکسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہوں۔

پھر ماں جو افزائش نسل میں سب سے زیادہ حصہ دار ہے ان کی صحت اور جان کی حفاظت مزید توجہ طلب امر ہے، اور اس ننھی جان کی حفاظت رحیمانہ جذبات سے ہٹ کر بھی ایک طے شدہ معقول بات ہے۔ اس بارے میں غفلت کسی بھی طرح جائز نہیں ہے۔ ماں اور بچہ کی عدم نگہداشت اگرچہ براہ راست قتل نہیں لیکن انسانی جان کی ضیاع میں برابر کی شراکت داری ہے۔

مساوات:

افراد سے خاندان کا وجود تشکیل پاتا ہے، اور خاندانوں سے قبیلہ وجود میں آتا ہے، قبیلوں سے قومیں اور قومیتوں سے حکومتیں وجود میں آتی ہیں، اب حکومتیں جب وجود میں آجاتی ہیں تو رعایا ملکی انتظامات و قوانین کے حوالے سے تو ماتحت ہوتی ہے، لیکن حقوق کے حوالہ سے حکمران اور

رعایا برابر ہوتی ہے، اور حکومت کی نظر میں معاشرے کا استحکام اور حکومتوں کی بقا اصول مساوات پر قائم ہے، سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں غسانی قبیلے کا رئیس اور قبیلے کا بادشاہ جبلہ ابن الایہم غسانی مسلمان ہوگیا تھا، بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے اس کی چادر کا ایک کونہ ایک شخص کے پاوں کے نیچے آگیا، جبلہ نے اس کو ایک تھپڑ رسید کیا اس شخص نے جوابی تھپڑ کھینچ دیا، وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا آپ نے معلومات کیں اور فرمایا جو تم نے کیا اس کا بدلہ پایا، وہ حیران ہو کر بولا کہ ہم تو ایسے لوگ ہیں کہ ہمارے سامنے گستاخی سے پیش ہونے والا قتل کا مستحق ہوتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں جاہلیت میں ایسا ہوتا تھا لیکن اسلام میں ایسا نہیں ہوتا، اسلام میں حقوق کے حوالے سے سب برابر ہیں، وہ اسلام سے منحرف ہو کر قسطنطنیہ چلا گیا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے لئے قانون بدلنا پسند نہ فرمایا۔

حج کے موقعہ پر تمام گورنروں اور حکومتی عہدے داروں کو حج پر بلوائے اور حجاج میں اعلان فرمائے کہ اگر ان کی کوئی زیادتی کسی کے ساتھ ہوتی ہو تو وہ پیش ہو۔ ایک شخص نے کہا کہ فلاں گورنر نے مجھے سو درے مارے آپ نے درہ اس کے ہاتھ میں پکڑایا اور کہا اپنا بدلہ لو، تو حضرت عمرو بن العاص نے عرض کیا امیر المؤمنین اس طرح تو عمال بد دل ہو جائیں گے آپ نے فرمایا بے شک بد دل ہوں لیکن ایسا ضرور ہو کر رہے گا۔

ایک مقدمہ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت زید رضی اللہ عنہ کی عدالت میں پیش ہوئے، انہوں نے امیر المؤمنین کے مقام اور مرتبے کا خیال رکھتے ہوئے تعظیم بجالائی تو فرمایا یہ پہلی ناانصافی جو تم کر رہے ہو۔

یہ ہے اسلام کا اصول مساوات نبی اکرم صلی اللہ علیہ نے خطبہ حجۃ الوداع میں بڑے واضح اور غیر

مبہم الفاظ میں یہ ارشاد فرمایا کہ کسی گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی فضیلت نہیں سوائے تقوی یعنی فضیلت کا معیار صرف تقوی ہے، اور تقوی دل کا فعل ہے جو اللہ کریم کے علاوہ کوئی نہیں جانتا، اور دنیوی افعال اور حقوق میں سب برابر ہیں کسی کو رنگ نسل اور نسب کی وجہ سے کوئی فضیلت حاصل نہیں۔

اسلام کے اس اصول مساوات سے یہ بات خود بخود معلوم ہو جاتی ہے، کہ مملکت اور ریاست کے وسائل پر صرف امراء اور حکام کا حق تسلیم نہیں کیا جا سکتا، بلکہ غریب ضعیف کمزور بلکہ غیر مسلم اور اقلیتی باشندوں کا حق ان کے برابر ہے، بلکہ اس لحاظ سے ان سے زیادہ ہے کہ امراء حکام اور اہل ثروت اپنے ذاتی وسائل اور اثر رسوخ سے بھی اپنے لئے بہت کچھ مہیا کر سکتے ہیں اور بہت کچھ حاصل کر سکتے ہیں، جبکہ غریب اور نادار شخص کے پاس نہ تو وسائل ہوتے ہیں اور نہ ہی اثر رسوخ ہوتا ہے، اسی بات کو سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ارشاد میں صاف صاف واضح کیا: کہ فرات کے کنارے اونٹ پیاس سے مر جائے تو مجھ عمر پر اس کی مسئولیت ہے، سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس احساس ذمہ داری سے آپ بخوبی یہ اندازہ کر سکتے کہ اسلامی حکومت میں حکمران پر رعایا کے حقوق کی کتنی ذمہ داری ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جب زخمی ہوئے اور زندگی کی امید ختم ہو رہی تھی تو اس وقت انتہائی پریشان دکھائی دے رہے تھے، ایک صاحب نے تسلی دیتے ہوئے عرض کیا کہ امیر المؤمنین آپ پریشان نہ ہوں کیونکہ آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم زندگی بھر آپ سے خوش رہے، اور جب دنیا سے تشریف لے جا رہے تھے تو تب بھی آپ سے خوش تھے، پھر سیدنا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی آپ سے خوش رہے، آپ نے خوب عدل وانصاف سے کام لیا مخلوق خدا آپ سے راضی ہے، حضرت عمر نے جواب دیا: کہ جہاں تک آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ان کی خوشی کی بات کی ہے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بات کی تو یہ مجھ پر اللہ کا کرم تھا۔ میری پریشانی آپ لوگوں کے حوالے سے ہے، یعنی کہیں رعایا کی حقوق میں کوتاہی

ہو گئی ہو جس کا میرے پاس کوئی جواز نہ ہو۔ اس سے اندازہ بخوبی ہو جاتا ہے، کہ حکمرانوں پر رعایا کا کتنا زیادہ حق ہے۔

لہذا یہ احساس اور شعور بیدار ہونا بہت ضروری ہے کہ رعایا کو یہ احساس ہو کہ ہمارے حکمرانوں پر ہمارا حق ہے اور حکمرانوں میں بھی یہ احساس ہونا چاہئے کہ غریبوں کے اور رعایا کے ہم پر حقوق ہیں جن کا پورا کرنا ہمارے ذمہ لازم ہے۔

اور اسی طرح معاشرے کے وہ صاحب ثروت لوگ جن کو اللہ کریم نے مال و دولت سے نوازا ہے ان پر بھی معاشرے کے نادار لوگوں کا حق ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد مبارک کا مفہوم ہے کہ جب ایک انسان مر جاتا ہے، تو اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین اعمال کے ایک نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی ہو، دوسرا صدقہ جاریہ، تیسرا علم چھوڑنے والا جس سے لوگ نفع اٹھاتے ہوں۔

جو صاحب ثروت اور مالدار ہیں ان پر بھی فرض عائد ہوتا ہے، کہ وہ اپنے مال کا ایک حصہ ان کاموں پر صرف کریں جس میں عوام کے فلاح و بہبود کا کام ہو جو کہ یقیناً ان کے لئے صدقہ جاریہ ہوگا، وصلی اللہ علی النبی الکریم وآلہ وصحبہ اجمعین۔

ماں کا مقام

انسانی معاشرے کا اہم ترین رکن ماں جیسی محترم اور پیاری شخصیت ہے شریعت مطہرہ نے ماں کی عزت افزائی فرمائی، اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ماں کے تصور کے بغیر کائنات بے معنی ہے مقصد اور بے نور ہو جاتا ہے، آپ ذرا غور فرمائیں کہ بچے جانوروں کے ہاں بھی پیدا ہوتے ہیں درندوں کے ہاں بھی پرندوں کے ہاں بھی، ہر ذی روح میں توالد و تناسل کا سلسلہ برابر جاری ہے یہاں تک

کہ نباتات میں بھی نر و مادہ کا تصور موجود ہے، لیکن "ماں" نہیں ہے، لہٰذا نہ تعلیم و تربیت ہے نہ اخلاق و کردار ہے نہ ترقی ہے اور نہ معاشرتی زندگی ہے اور نہ خاندانی تصور ہے، اور نہ اقدار کی رکھ رکھاو ہے۔ انسانوں میں یہ سب کچھ جو نظر آ رہا ہے تو یہ "ماں" کی نعمت ہے شریعت مطہرہ نے ماں کا مقام اور مرتبہ واضح کیا ہے اور اس کا احترام مقرر کیا ہے، تو ان کی انہی خدمات کے صلہ میں ہے، ماں کا انسان کی زندگی میں کتنا عمل دخل ہے، اور ماں کی کمی انسان اپنی زندگی میں کتنی محسوس کرتا ہے، اس ایک واقعہ سے اندازہ ہو جائے گا، حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم معلم انسانیت ہیں آج کرہ ارض پر پھیلے ہوئی انسانیت میں جو جو خوبیاں کسی بھی شکل میں نظر آتی ہیں اور نظر آ رہی ہیں ان سب کے معلم اور ہادی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صبر واستقامت کی تشبیہ کسی چیز سے نہیں دی جا سکتی، ہر چیز کا صبر واستقامت آپ کے صبر واستقامت کے سامنے ہیچ ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ ماجدہ سلام اللہ علیہا کی قبر مبارک پر آنے کی اللہ کریم سے اجازت چاہی، اللہ کریم نے اجازت مرحمت فرمائی، آپ چند صحابہ کے ہمراہ تشریف لے گئے جو صحابہ کرام ساتھ تھے ان کو بھی رُلایا، اندازہ لگائیں کہ وہ کیا چیز تھی جس نے آپ کو آب دیدہ کر دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین اور بالخصوص ماں کے بارے میں کیا فرمایا؟ اس کے لئے پوری کتاب درکار ہے چند ارشادات پیش خدمت ہیں:

عن أبي هريرة قال: قال رجل: يا رسول الله من أحق بحسن صحابتي؟ قال: "أمك". قال: ثم من؟ قال: "أمك". قال: ثم من؟ قال "أمك". قال: ثم من؟ قال: "أبوك". وفي رواية قال: "أمك ثم أمك ثم أمك ثم أباك ثم أدناك أدناك". متفق عليه ﴿مشكاة المصابيح﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حقدار اور مستحق شخص کون ہے، آپ نے فرمایا کہ تمہاری ماں اس نے عرض کیا پھر کون تو

آپ نے فرمایا کہ تمہاری ماں اس نے پھر عرض کیا کہ پھر کون تو آپ نے فرمایا کہ تمہاری ماں اس نے پھر عرض کیا پھر کون تو آپ نے فرمایا کہ تمہارے والد اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری ماں تمہاری ماں تمہاری ماں پھر تمہارے والد پھر تمہارا وہ عزیز جو قرابت کا رشتہ رکھتا ہو۔

بعض حضرات نے اس حدیث سے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ کسی شخص پر والدین کے حسن سلوک اور بھلائی کے جو حقوق عائد ہوتے ہیں ان میں ماں کا حصہ باپ سے تین گنا بڑھا ہوا ہے، کیونکہ وہ حمل کا بوجھ اٹھاتی ہے ولادت کی تکلیف اور مشقت برداشت کرتی ہے اور دودھ پلانے کی محنت برداشت کرتی ہے۔

فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اولاد پر ماں کا حق باپ سے بڑا ہے اور اس کے ساتھ حسن سلوک اور بھلائی اور اس کی خدمت دیکھ بھال زیادہ واجب اور زیادہ ضروری ہے، اور اگر ایسی صورت پیش آجائے کہ خدانخواستہ ماں باپ میں ان بن ہو جائے اور بیک وقت دونوں کے حقوق کی ادائیگی دشوار ہو اگر لڑکا ماں کا خیال رکھتا ہے تو باپ ناراض ہوتا ہے اور اگر باپ کا خیال رکھتا ہے تو ماں آزردہ ہوتی ہے تو ایسی صورت میں درمیانی راہ نکالی جائے کہ تعظیم واحترام تو باپ کے حقوق کو فوقیت دی جائے، اور خدمت گزاری نیز مالی امداد اور عطا میں ماں کے حق کو فوقیت دی جائے۔

عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رغم أنفه ثم رغم أنفه ثم رغم أنفه قيل من يا رسول الله قال من أدرك والديه عند الكبر أحدهما أو كليهما ثم لم يدخل الجنة. ﴿صحيح مسلم﴾

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خاک آلود ہو جائے ناک اس شخص کی، خاک آلود ہو جائے ناک اس

شخص کی، خاک آلود ہو جائے ناک اس شخص کی پوچھا گیا وہ کون شخص ہے (جس کے حق میں یہ بد دعا کی گئی ہے) فرمایا وہ شخص والدین میں سے دونوں کو یا ایک بڑھاپے کی حالت میں پائے اور جنت میں داخل نہ ہو سکے۔

وعن أسماء بنت أبي بكر رضي الله عنه قالت: قدمت عليَّ أمي وهي مشركة في عهد قريش فقلت: يا رسول الله إن أمي قدمت علي وهي راغبة أفأصلها؟ قال: "نعم صليها". متفق عليه. ﴿مشكاة المصابيح﴾

حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہما فرماتی ہے کہ میں شرک کی حالت میں مکہ سے مدینہ آئیں جب قریش کے ساتھ صلح کا زمانہ تھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری والدہ میرے پاس آئی ہیں اور وہ اسلام سے بیزار ہے کیا میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

والدین اور ان میں بالخصوص ماں کے بارے میں احادیث کا بہت بڑا ذخیرہ ہے، ماں کا مقام و مرتبہ بہت بڑا ہے ماں باپ اگر غیر مسلم بھی ہوں تو اسلام اور عقائد کے بارے میں تو اتباع جائز نہیں، لیکن ان کے ساتھ حسن سلوک اور صلہ رحمی کا حکم لازمی ہے یعنی اولاد کو اس حالت میں بھی ان کی بے حرمتی کرنے کی اجازت نہیں۔ جیسے درج بالا حدیث سے واضح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم ارشاد فرمایا کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد کا مفہوم ہے کہ جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہیں۔ (الحدیث) غالباً امام مالک رحمہ اللہ کے زمانہ میں واقعہ ہے کہ ایک شخص کو کوئی مشکل ترین کام درپیش تھا اس نے ہر نذر مانی کہ اگر اللہ کریم نے میرا یہ کام کر دیا تو میں جنت کے چوکھٹ کو بوسہ

دوں گا، اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ اس کا کام ہو گیا، اب وہ پریشان ہوا کہ اب نذر کس طرح پوری کروں، لوگوں سے پوچھتا رہا کہ کیا کروں کسی کے پاس کوئی حل یا جواب نہ تھا وہ امام مالک کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی الجھن بیان کی، انہوں نے پوچھا تمہاری والدہ زندہ ہے؟ اس نے اثبات میں جواب دیا آپ نے فرمایا کہ ان کی قدموں کو بوسہ دو۔ واللہ اعلم

شریعت مطہرہ میں ماں کی بڑی قدر و منزلت ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک ماں صرف اپنے گھر اور خاندان کی محسنہ نہیں ہوتی بلکہ پورے معاشرے کی محسنہ ہوتی ہیں، اس کے جنم دیے ہوئے بچے سے اور اس کی تعلیم وتربیت سے اسکی حسن اخلاق اور حسن کارکردگی سے امت کو معاشرے کو کیا کیا فوائد حاصل ہو سکتے ہیں، تاریخ بڑے نامور لوگوں سے بھری پڑی ہے جن کی عظمت کے سامنے انسانیت کی گردنیں جھکی ہوئی ہیں، اور آج انسانیت ان کو سلام عقیدت پیش کرنے پر مجبور ہے آخر ان کو کسی ماں نے ہی تو جنا تھا کسی ماں نے ہی تو ان کی تعلیم وتربیت کے لئے اپنے آرام وراحت کو تکلیف ومشقت میں تبدیل کردیا تھا، وہ ایک ماں ہی تو تھی جس نے معاشرے کو یہ تحفہ دیا تھا، اللہ ہر بچے پر اور بڑے پر اس کے ماں باپ کا سایہ زندہ سلامت رکھے آمین۔

باب دوم

ماں اور بچے کی صحت کے متعلق شرعی احکام

باب دوم:

ماں اور بچے کی صحت کے متعلق شرعی احکام

حاملہ کے متعلق شرعی احکام:

نسل انسانی کا وجود و بقا کا نظام اللہ کریم نے توالد و تناسل کے ذریعہ میں رکھا ہے، اور اسی نظام سے دنیا کی رنگینی جاری ساری ہے، نسلا بعد نسل دنیا اپنے رفتار چلنی جاری ہے، غیر محسوس اور بغیر ہنگامہ آرائی کے ایک کی جگہ دوسرا چلتا آرہا ہے، بچہ دنیا میں آرہا ہے، بوڑھا جارہا ہے بچہ جوان ہورہا ہے، جوان بوڑھا ہورہا ہے۔ یہ دنیا کا نظام ہے جو رب کائنات نے مرتب فرمایا ہے۔

انسان کی ابتداء ایک مرد اور ایک خاتون سیدنا آدم اور حوا علیہما السلام سے ہوئے، اور یہی طریقہ تا قیامت جاری رہے گا، اور مرد اور عورت میں بنیادی انحصار عورت یعنی ماں پر، بچے کے ماں کی جو تکلیف ہے قرآن کریم نے وہ بیان کیا ہے:

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۖ وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا ۚ ﴿الاحقاف: ۱۵﴾

اور ہدایت کی ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ اچھے سلوک کی اٹھائے رکھا اس کو (اپنے پیٹ میں) اس کی ماں نے مشقت اٹھا کر اور جنا بھی اس کو مشقت اٹھا کر۔

دوسری جگہ اللہ کریم نے ارشاد فرمایا:

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِیْ عَامَیْنِ
اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْكَ ؕ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ ﴿لقمان:۱۴﴾

اور تاکید کی ہم نے انسان کو اپنے والدین کے حق پہچاننے کی اٹھائے پھرتی ہے، اس کو اس کی ماں ضعف پر ضعف کی حالت میں اور دودھ چھڑایا جاتا ہے دو سالوں میں۔

ان آیات میں اللہ کریم نے حاملہ خاتون کی حالت حمل کی مشکل اور سختی بیان فرمائی حاملہ خاتون اللہ کریم کی مخلوق کے لئے مشقت برداشت کرتی ہے، اللہ کی مخلوق کو پالتی پوستی ہے، اس کے لیے تکلیفیں برداشت کرتی ہے، خود مشقتیں برداشت کرکے اپنے بچوں اور اللہ کی مخلوق کی راحت کا سامان کرتی ہے، خود بھوکی اور بے آرام رہنے کو ترجیح بچوں کے سیرابی اور آرام پر، اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حاملہ خواتین کے فضائل ارشاد فرماتے ہیں:

وعن أنس أن سلامة حاضنة إبراهيم بن النبي صلى الله عليه وسلم قالت يا رسول الله تبشر الرجال بكل خير ولا تبشر النساء قال أصويحباتك دسسنك لهذا قلت أجل هن أمرنني قال أفما ترضى إحداكن أنها إذا كانت حاملا من زوجها وهو عنها راض أن لها مثل أجر الصائم القائم في سبيل الله فإذا أصابها الطلق لم يعلم أهل السماء ولا أهل الأرض ما أخفي لها من قرة عين فإذا وضعت لم يخرج منها جرعة من لبنها ولم يمص مصة إلا كان لها بكل جرعة وبكل مصة حسنة فإن أسهرها ليلة كان لها مثل أجر سبعين رقبة تعتقهن في سبيل الله.

﴿مجمع الزوائد للهيثمي﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی دایا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ مردوں کو تو ہر خیر کی خوشخبری دیتے ہیں، اور عورتوں کو کوئی خوشخبری نہیں دیتے، آپ نے فرمایا کہ کیا تم میں کوئی ایک خاتون اس بات پر راضی نہیں کہ جب وہ اپنے شوہر سے حاملہ ہو اور اس کا شوہر اس سے راضی ہو تو اس کو اتنا اجر اور ثواب ملے جو فی سبیل اللہ مجاہد کا ثواب ہوتا ہے، اور جب اس کو درد ولادت ہوتی ہے، تو اس کے عوض اللہ کریم نے جو اس کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک کی جو سامان کیا ہوتا ہے، اس زمین وآسمان والوں سے کوئی بھی نہیں جانتا، (سوائے اللہ کریم کے) پھر جب وہ بچے کو دودھ پلاتی ہے تو جو بھی دودھ کا گھونٹ اس کے جسم سے نکلتا ہے، یا وہ بچہ اس کے سینے کو چوستا ہے تو ہر گھونٹ اور چوسنے کے بدلے اس کو ایک نیکی ملتی ہے، اور اگر وہ رات کو جاگ جاتی ہے، تو اس کو ستر غلاموں کے آزاد کرنے کے بقدر ثواب مل جاتا ہے، جو غلام اس نے اللہ کی رضا کے لئے آزاد کئے ہوں۔

عن ابن عمر أحسبه رفعه قال المرأة في حملها إلى وضعها إلى قضائها كالمرابط في سبيل الله فإن ماتت فيما بين ذلك فلها أجر شهيد.

﴿مجمع الزوائد﴾

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب حالت حمل میں ہوتی ہے اور جب وضع حمل میں ہوتی ہے اس مدت کے پورے ہونے تک اس کی حالت اللہ کے راستے میں سرحدوں کے پہرہ دار کی طرح ہوتی ہے، اس دوران اگر وہ فوت ہو جائے تو اس کو شہید کا اجر وثواب ملتا ہے۔

عن جابر بن عتيك: أنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الشهادة سبع سوى القتل في سبيل الله: المطعون شهيد والغرق شهيد وصاحب ذات الجنب شهيد والمبطون شهيد وصاحب الحريق شهيد والذي يموت تحت الهدم شهيد والمرأة تموت بجمع شهيد ﴿ابن ماجه وابوداود﴾

﴿قال ابن حجر: التي تموت وفي بطنها ولد. وقال النووي: انما كانت هذه الموتات شهادة يتفضل الله تعالى بسبب شدتها وكثرة المها.﴾

حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ فی سبیل اللہ شہید ہونے والے کے علاوہ بھی سات قسم کے شہدا ہیں طاعون میں مرنے والا شہید ہے پانی میں ڈوبنے والا شہید ہے، ذات الجنب کی بیماری میں مرنے والا شہید ہے، پیٹ کی بیماری والا شہید ہے، اور آگ میں جلا ہوا شہید ہے، اور جو عمارت کے نیچے آکر مرے وہ بھی شہید ہے اور جو عورت جمع میں مرے وہ بھی شہید ہے۔

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا یعنی وہ عورت جس کے پیٹ میں بچہ ہو۔

امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ اموات شہادت کے زمرے میں داخل ہیں اور ان میں فضیلت درد اور تکلیف کی بنیاد پر ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ ارشادات اور قرآن کی آیات سے معلوم ہوتا ہے، کہ ماں عام مخلوق نہیں اور اسی طرح خاتون بھی عام خاتون نہیں ہوتی اللہ کریم نے حاملہ خاتون کی حالت حمل اور حالت وضع حمل کو دو طرح کے الفاظ سے تعبیر فرمایا، ایک جگہ ارشاد فرمایا کہ ماں نے مشقتیں اٹھا کر اس کو پیٹ میں رکھا، اور مشقتیں اٹھا کر اس کو جنا اور دوسری جگہ پر ارشاد فرمایا

کہ ضعف پر ضعف اٹھا کر، ان الفاظ سے یہ بات معلوم ہو رہی ہے، کہ اس حالت میں اس خاتون کی حالت معمول کی حالت نہیں ہے، اسی لئے اللہ کریم نے جو الفاظ ارشاد فرمائے کہ "وھنا علی وہن" اور "کرہا" الفاظ ہیں یہ الفاظ خود دلالت کر رہے ہیں کہ حمل کی حالت بھی غیر معمولی ہے۔

اور وضع حمل کی حالت بھی غیر معمولی حالت ہے، اور اس کے اسی شدت حالت کے پیش نظر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اگر یہ حادثہ کا شکار ہو جائے تو شہید قرار دیا، اور اس کی حالت مسلسل حالت کو اس شخص کی حالت اور اس شخص کے اجر وثواب کے برابر قرار دیا جو مسلمانوں کی سرحدوں کی حفاظت کرتا، اس سے یہ بات معلوم ہوتی کہ خاتون کی حالت حمل کے دوران عام حالت سے مختلف ہوتی ہے اس حالت میں اس کا خیال رکھنا، اور اس کی حفاظت بھی غیر معمولی ہونی چاہئے۔

دوران حمل اگر کچھ تدابیری احتیاطیں مد نظر رکھ لی جائیں، تو ایک تو یہ کہ حاملہ خاتون کے حق کی پاسداری بھی ہو جاتی ہے، اور دوسرا یہ کہ ہونے والی اولاد یا خاندان میں آنے اور شامل ہونے والا فرد صحت مند اور توانا ہو سکتا ہے ان شاء اللہ۔

- تمام حاملہ خواتین کو دوران حمل شعبہ زچہ وبچہ کے زیر نگرانی رہنا چاہیے اور چار مرتبہ مختلف اوقات میں طبی معائنہ کرانا چاہئے، اور پہلا معائنہ تین ماہ کے دورانیے میں ہونا چاہیے بقیہ معائنے اپنے ڈاکٹر کے دیے ہوئے پروگرام کے مطابق۔
- بچے کو تشنج کے موذی مرض سے بچاؤ کے لئے دوران حمل ماں کو تشنج کا ٹیکہ لگوانا چاہیے۔
- دوران حمل خون میں شوگر کی مقدار یا خون کا دباؤ (بلڈ پریشر) میں اضافہ ہو سکتا ہے یہ زچگی کے بعد عموما معمول پر آجاتے ہیں، تاہم دوران حمل باقاعدہ جانچ پڑتال ضروری ہے

اگر ولادت کے وقت یہ کنٹرول میں نہ ہوں تو نوزائیدہ کی جان کو خطرہ یا حمل ضائع ہو سکتا ہے۔

- الٹراساؤنڈ کے ذریعہ نال کی خرابیاں دیکھ لی جاتی ہیں، اور بروقت علاج مزید پیچیدگیوں سے بچا جاسکتا ہے، عدم توجہ اور بے پروائی کی صورت میں اس خرابی کا علم زچگی کے وقت ہوتا ہے، اور پھر نوبت آپریشن تک جاتی ہے، جس سے ماں اور بچے دونوں کی جان کو شدید خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔
- دوران حمل کسی بھی مرحلہ پر خون کا زیادہ اخراج خطرناک ثاتب ہو سکتا ہے، غیر تربیت یافتہ دائی علاج اور مؤثر تدبیر نہ جاننے کی وجہ سے اگر اس سے علاج معالجہ کروایا جائے تو مناسب مدد نہ ملنے کی وجہ سے حمل ضائع ہونے کے علاوہ زچہ کی جان کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔
- بچے ملک وقوم کا مستقبل ہیں، ان کی صحت ماں کی صحت پر موقوف ہے اس لئے دوران حمل، اور بعد از حمل دونوں کی صحت کا خیال رکھنا ضروری ہے۔
- حمل کے دورانیہ میں کوئی بھی غفلت بچے کی زندگی صحت اور ذہنی قابلیت پر اثر ڈال سکتی ہے، اس سے بچنے کی ضرورت ہے، ماں کی مناسب غذا کا خیال ضروری ہے۔
- جس طرح ماں کی غذا علاج معالجہ کی ضرورت ہے، اسی طرح یہ بھی بے حد ضروری ہے کہ حاملہ خاتون کو ذہنی پریشانی، اور ذہنی دباؤ سے بھی حتی المقدور بچانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

جنین:

هُوَ اَعۡلَمُ بِكُمۡ اِذۡ اَنۡشَاَكُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ وَاِذۡ اَنۡتُمۡ اَجِنَّةٌ فِىۡ بُطُوۡنِ اُمَّهٰتِكُمۡ‌ ۚ فَلَا تُزَكُّوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ‌ ؕ هُوَ اَعۡلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ﴿النجم: ۳۲﴾

وہ تم کو خوب جانتا ہی جب بنا نکالا تم کو زمین سے اور جب تم بچے تھے ماں کے پیٹ میں۔

اجنتہ جنین کی جمع ہے بچہ جب تک ماں کے پیٹ میں ہے اسے جنین کہا جاتا ہے۔ اس آیت میں حق تعالیٰ شانہ نے انسان کو اس پر متنبہ فرمایا کہ انسان خود اپنے بارے میں اتنا علم نہیں رکھتا جتنا علم اللہ کریم رکھتے ہیں ماں کے پیٹ میں تخلیق کے جو مختلف ادوار اس پر گزرے ہیں، اس کا اس کو کوئی ادراک اور شعور نہیں مگر بنانے والا خوب جانتا ہے جس کی حکیمانہ تخلیق اس کو بنا رہی تھی، انسان کو اس کے عجز اور کم عقلی پر متنبہ کرکے یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ جو بھی اچھا اور نیک کام کرتا ہے وہ اس کا ذاتی کمال نہیں خدا کا بخشا ہوا انعام ہی ہے، کہ کام کرنے کے لئے اعضا و جوارح اس نے بنائے اور عمل کی توفیق بھی اسے نے دی تو کسی بڑے سے بڑے نیک، صالح اور متقی پرہیزگار انسان کو بھی عزم اور اللہ کریم کی جانب سے ہوتی ہے، لہٰذا کسی بھی نیک عمل کرنے، اچھا کام کرنے سے کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس پر فخر کرے، غرور میں مبتلا ہو بلکہ ہر وقت اللہ کریم سے دست بدعا رہنا چاہئے کہ آخری دم تک نیک عمل پر ثابت قدم رکھے۔

قال عبد الله حدثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو الصادق المصدوق قال إن أحدكم يجمع خلقه في بطن أمه أربعين يوما ثم يكون علقة مثل ذلك ثم يكون مضغة مثل ذلك ثم يبعث الله ملكا فيؤمر بأربع كلمات ويقال له اكتب عمله ورزقه وأجله وشقي أو سعيد ثم ينفخ فيه الروح. (بخاري: ﴿۳۵۳۶﴾

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ ہم کو صادق المصدوق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان کی کہ تمہاری تخلیق تمہارے ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک کی جاتی ہے، (نطفہ کی صورت میں) پھر اتنے ہی دونوں تک وہ بستہ خون کی شکل اختیار کئے رکھتا ہے، پھر اتنے ہی دنوں تک وہ گوشت کے لوتھڑے کی شکل اختیار کئے رکھتا ہے، پھر اللہ کریم ایک فرشتہ بھیجتے ہیں، اور اسے چار باتوں کے لکھنے کا حکم دیتے ہیں کہ اس کے عمل اس کا رزق اس کی مدت حیات، اور شقی یا سعید لکھ لو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک سے معلوم ہوتا ہے، کہ چار ماہ ماں کے پیٹ کے اندر بچہ مختلف مراحل طے کرنے کے بعد جب اس میں روح پھونک دی جاتی ہے، تو اس وقت سے اب شریعت کی نظر میں یہ ایک انسان تصور ہوتا، اور زندگی گزارنے کے لئے دنیا کی جو ضروریات انسان کو درپیش ہو سکتی ہیں اور جن سے اس کی زندگی چل سکتی ہے، زندگی میں ہر انسان کو عمل کرنا ہوتا ہے، لہٰذا اس کا عمل لکھ دیا جاتا ہے، اور اس کا رزق لکھدیا جاتا ہے، یہاں جو لفظ رزق استعمال کیا گیا "طعام" یعنی کھانا استعمال نہیں کیا گیا اس میں ایک خاص معنویت ہے طعام کا اطلاق کھانے پر ہوتا ہے اور رزق کا اطلاق تمام ضروریات زندگی پر یعنی کھانا پینا، رہائش بود و باش نقل وحرکت کے اسباب یعنی تمام اسباب معاش کا فیصلہ چار ماہ کے عرصہ کے بعد ہوتا ہے، اور اسی طرح زندگی سعادت والی ہوگی یا شقاوت والی، ان سب امور کا چونکہ دنیا کی زندگی ضرورت ناگزیر لہٰذا شریعت نے اس کے ان تمام ضروریات کو اس وقت مد نظر رکھا جبکہ اسے ابھی دنیا کی ہوا بھی نہیں لگی ہوتی ہے۔

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ شریعت کی نظر میں اب وہ ایک کامل انسان ہے اور اس کو وہی انسانی حقوق دیئے ہیں جو دنیا کے اندر ایک انسان گزارتا ہے، اور صرف یہی نہیں بلکہ جزا و سزا اور میراث کا حق بھی اس کو دیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ملاحظہ فرمائیں۔

عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن السقط ليراغم ربه إذا أدخل أبويه النار فيقال أيها السقط المراغم ربه أدخل أبويك الجنة فيجرهما بسرره حتى يدخلهما الجنة. ﴿ابن ماجه﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ناتمام بچہ بھی اللہ کریم کے سامنے عاجزی اور درماندگی کا اظہار کرکے اللہ کریم کو مجبور کرے گا، جب اس کے والدین کو جہنم میں ڈالا جائے گا، اسکو کہا جائے گا کہ اے رب کو مجبور کرنے والے ناتمام بچے اپنے والدین کو جنت میں لے جاؤ تو وہ اپنے ناف (ناڑ) کے ساتھ کھینچتے ہوئے والدین کو جنت میں لے جائے گا۔

عن معاذ بن جبل عن النبي صلى الله عليه وسلم قال والذي نفسي بيده إن السقط ليجر أمه بسرره إلى الجنة إذا احتسبته. ﴿ابن ماجه﴾

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے رویت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، کہ ناتمام بچہ بھی اپنی ماں کو اپنے ناڑ سے کھینچ کر جنت میں داخل کرے گا، جبکہ اس کی والدہ نے اس پر ثواب کی نیت کی ہو۔

وحديث عن جمع من الصحابة أنه صلى الله عليه وسلم قال: السقط يزل محبنطا مغضبا: فيقال له ادخل الجنة فيقول حتى يدخل ابواي فيقال انت وأبواك. ﴿ابن حبان﴾

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک جماعت نے رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے، کہ ناتمام بچہ مسلسل ناراضگی کی حالت میں ہوگا اس کو کہا جائے گا،

جنت میں داخل ہو جاؤ وہ کہے گا والدین کے بغیر نہیں پھر اس کو کہا جائے گا۔ تم بھی جاؤ اور والدین کو بھی لے جا۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ ناتمام بچے سے اللہ کریم اعمال کے ترازوں کو بھاری کریں گے اور وہ ماں باپ کے لئے شفاعت کرنے والا ہوگا، قیامت کے دن۔ الحدیث۔

حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات سے معلوم ہو رہا ہے کہ جنین یعنی وہ بچہ جو ابھی پیٹ میں ہے اور وہ عادی طور پیدا ہی نہیں ہوا ہے اور پیدائش سے پہلے ناتمام صورت میں حمل ساقط ہو جائے تو جس طرح بلوغت کی حد کو پہنچنے سے پہلے فوت ہونے والا بچہ قیامت کے بعد ماں باپ کی شفاعت کرے گا، اور اللہ کریم اس بچے کی شفاعت ماں باپ کے حق میں قبول فرمائیں گے تو اسی طرح اس ناتمام بچے کی سفارش بھی قبول فرمائیں گے۔

ان الفاظ کی معنویت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے، کہ بڑے ناز و نخرے اور ضد کے ساتھ یہ اپنی بات منوائے گا، اور اللہ کریم اپنی شان رحمت سے اس کی ضد کو قبول فرما کر اس کے والدین کے لئے جنت کا فرمان جاری فرمائیں گے۔

اور اس سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ جس طرح پیدا ہونے والے بچے کا خیال رکھا جاتا ہے تو اسی طرح حمل میں جنین کا بھی حق شریعت نے تسلیم کیا ہے، اور اسکا علاج معالجہ بھی اسی طرح ضروری ہے جس طرح دنیا میں آنے والے بچے کا ہوتا ہے۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ شریعت نے پیٹ میں بچے کو میراث کا حق بھی دیا ہے۔

اور جو بچہ ناتمام صورت میں ضائع ہو جائے اس کا تو صرف اخروی اجر ہے لیکن اگر کسی تعدی اور

ظلم کی وجہ سے وہ ضائع ہوا تو اس کو شریعت نے ضائع اور بے کار نہیں سمجھا بلکہ اس کی دیت ظلم کرنے والے پر لازم قرار دی۔

وعن أبي هريرة قال: قضى رسول الله صلى الله عليه وسلم في جنين امرأة من بني لحيان سقط ميتاً بغرة: عبد أو أمة ثم إن المرأة التي قضى عليها بالغرة توفيت فقضى رسول الله صلى الله عليه وسلم بأن ميراثها لبنيها وزوجها. العقل على عصبتها. ﴿مشكاة المصابيح﴾

حضرت ابوہریرۃ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی لحیان کی ایک عورت کے اس بچہ کی دیت میں جو مر کر اس کے پیٹ سے گر پڑا تھا (عاقلہ پر) غرہ واجب کیا تھا اور غرہ سے مراد غلام یا لونڈی ہے پھر جب وہ عورت (کہ جس کے عاقلہ پر غرہ واجب کیا تھا) مر گئی تو آپ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ اس کی میراث اس کے بیٹوں اور خاوند کے لئے ہے، اور اس کی دیت اس کے عصبہ پر ہے۔

وعنه قال: اقتتلت امرأتان من هذيل فرمت إحداهما الأخرى بحجر فقتلتها وما في بطنها فقضى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن دية جنينها غرة: عبد أو وليدة وقضى بدية المرأة على عاقلتها وورثها ولدها ومن معهم. ﴿مشكاة المصابيح﴾

اور حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) قبیلہ ہزیل کی دو عورتیں آپس میں لڑ پڑیں چنانچہ ان میں سے ایک عورت نے دوسری کو پتھر کھینچ مارا جس سے وہ مر گئی اور اس کے پیٹ میں بچہ بھی مر گیا، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ مقتولہ کے اس بچہ کی دیت جو اس کے پیٹ میں مر گیا غرہ یعنی ایک لونڈی یا ایک غلام ہے اور حکم فرمایا کہ کہ مقتولہ کی دیت قاتلہ کے خاندان و برادری

والوں پر ہے نیز آپ نے اس کی دیت کا وارث اس کے بیٹوں اور ان لوگوں کو بنایا جو بیٹوں کے ساتھ (وراثت میں شریک) تھے۔

وعن المغيرة بن شعبة: أن امرأتين كانتا ضرتين فرمت إحداهما الأخرى بحجر أو عمود فسطاط فألقت جنينها فقضى رسول الله صلى الله عليه وسلم في الجنين غرة: عبدا أو أمة وجعله على عصبة المرأة هذه رواية الترمذي وفي رواية مسلم: قال: ضربت امرأة ضرتها بعمود فسطاط وهي حبلى فقتلتها قال: وإحداهما لحيانية قال: فجعل رسول الله صلى الله عليه وسلم دية المقتول على عصبة القاتلة وغرة لما في بطنها. ﴿مشكاة المصابيح﴾

اور حضرت مغیرہ بن شعبہ فرماتے ہیں کہ دو عورتیں جو آپس میں سوکنیں تھیں (ایک دن باہم لڑ پڑیں) چنانچہ ان میں سے ایک نے دوسری کو (جو حاملہ تھی) پتھر یا خیمے کی چوب سے مارا جس کی وجہ سے اس کا حمل ساقط ہوگیا، لہٰذا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹ کے بچہ کی دیت میں غرہ یعنی ایک لونڈی یا ایک غلام دینے کا حکم دیا اور دیت کو آپ نے مارنے والی عورت پر واجب کیا۔

یہ ترمذی کی روایت ہے، اور مسلم کی روایت میں یوں ہے کہ حضرت مغیرہ نے کہا ایک عورت نے اپنی سوکن کو جو حاملہ تھی خیمہ کی چوب سے مارا جس کی وجہ سے وہ مر گئی (اور اس کے پیٹ کا بچہ بھی مر گیا) مغیرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان دونوں میں ایک عورت لحیان کے خاندان سے تھی، (جو قبیلہ ہذیل کی ایک شاخ ہے) مغیرہ کا بیان ہے کہ رسول کریم نے مقتولہ کی دیت قاتلہ کے عاقلہ پر واجب کی اور پیٹ کے بچہ کی دیت میں غرہ یعنی ایک لونڈی یا ایک غلام دینے کا حکم فرمایا۔

غرہ کی وضاحت:

چنانچہ غرہ کی وضاحت میں صاحب ہدایہ نے ایک روایت نقل کی ہے:

أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: في الجنين غرة عبد أو أمة قيمته خمس مائة. ﴿الهداية: ۴/۲۷۱﴾

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنین (کے بدلے) میں (بطور دیت) سفید رنگ غلام یا سفید رنگ لونڈی ہے جس کی قیمت پانچ سو درہم ہو۔

مرضعہ کے احکام:

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۚ ﴿البقرة: ۲۳۳﴾

اور مائیں پورے دو سال تک بچوں کو دودھ پلاتی رہیں، خصوصا وہ جو مدت رضاعت کی تکمیل کرنا چاہتی ہوں۔

فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗٓ اُخْرٰى ﴿ الطلاق: ۶﴾

پھر اگر وہ تمہارے لئے بچے کو دودھ پلائیں تو ان کی اجرت انہیں دو اور بھلے طریقے سے (اجرت کا معاملہ) باہمی گفت وشنید سے طے کرو لیکن اگر تم نے (اجرت طے کرنے میں) ایک دوسرے کو تنگ کیا تو بچے کو کوئی اور عورت دودھ پلائے۔

فقہاء تقریبا دو سال تک رضاعت کے مسئلے پر متفق ہیں (حاشیہ ابن عابدین ج 2 ص 31) امام ابو

حنیفہ رحمہ اللہ امام شافعی رحمہ اللہ امام احمد رحمہ اللہ اور دیگر فقہاء کا بھی اس بات پر اتفاق ہے کہ ماں پر اپنے بچے کو دودھ پلانا دیانۃ واجب ہے کہ بعض حالات میں دیانتا اور قضاء دونوں طریقوں سے واجب ہے۔

جمہور فقہاء کا اس پر بھی اجماع ہے کہ شروع دودھ (COLLESTRUM) بچے کو پلانا ماں پر قضاء واجب ہے، فقہاء کا مشہور قول نیل الاوطار 316 میں اس طرح منقول ہے، رضاعت تب تک ہے جب تک بچے کی ہڈی اور پوست (یعنی جسم) مضبوط ہو جائے، فقہائے احناف شوافع اور حنابلہ کے تمام اہل علم اس بات پر متفق ہیں۔

والدین کا فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کی مناسب طریقے سے پرورش کریں، ان میں رضاعت سرفہرت ہے، اور شرعی نقطہ نگاہ سے یہ بہت اہم اور ضروری ہے، کیونکہ اسلام حکم دیتا ہے، کہ اگر کسی بچے کی والدہ نہ ہو یا بعض ناگزیر وجوہات (طبی وجوہات) یا طلاق کی صورت میں بچہ ماں سے جدا ہو جائے تو اس کے والد یا وارث پر لازم ہے کہ وہ بچے کے لئے دایہ رکھے۔

علاج کی شرعی حیثیت:

مذہب اسلام میں علاج معالجہ کی مکمل اجازت ہے اور یہ توکل کے خلاف نہیں ہے اس نظریے سے کہ مریض کو شفا اللہ بخشتا ہے، تاہم انسان اپنی حد تک کوشش کرتا ہے اس میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے :

تداووا. فأن الذی خلق الداء خلق الدواء۔

علاج معالجہ کرواو کیونکہ جس ذات نے بیماری پیدا کی ہے اسی نے دوائی بھی پیدا کی ہے۔

اسی طرح روایات میں منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی

عیادت کے لئے تشریف لے گئے، ان کے سینے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ آپ کو دل کی بیماری ہے علاج کے واسطے حارث بن کلدہ کے پاس جاؤ کہ وہ قبیلہ ثقیف کا ڈاکٹر ہے۔ درآں حالیکہ حارث کے غیر مسلم ہونے کے باوجود علاج کی اہمیت کے خاطر ان سے علاج کروانے کا حکم ارشاد فرمایا۔

نیز فقہاء کی تصریحات کے مطابق علاج کی اہمیت اس بات سے بھی واضح ہوتی ہے کہ فقہاء نے فرمایا ہے کہ جب کسی مریض کے بارے میں ماہر متدین طبیب یہ کہے کہ اس کا علاج صرف اس حرام چیز میں ہے تو اس کے لئے ازروئے شریعت اس حرام چیز سے علاج معالجہ درست ہے۔

مزید یہ کہ ستر عورت اسلام میں فرض ہے کسی انسان کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے کی ستر کی طرف دیکھے لیکن علاج کی واسطے شریعت نے یہ اجازت دے رکھی ہے کہ طبیب کے لئے جائز کہ وہ مریض کی ستر کی جگہ کا معاینہ کرکے علاج معالجہ کرے۔

باب سوم

ماں بچہ کی صحت کے طبی اصول

باب سوم

ماں بچہ کی صحت کے طبی اصول

زچگی کی احتیاطیں

- غیر محفوظ جگہوں یا زچگی کی مناسب سہولتوں کی عدم موجودگی میں زچگی کا عمل کئی پیچیدگیوں کا باعث بن سکتا ہے اس کے لئے تربیت یافتہ کارکن یا دائی کی موجودگی نہایت اہم ہے۔
- زچگی کا عمل کئی احتیاطوں کا متقاضی ہے، خاندان پر لازم ہے کہ اس کے لئے مناسب پیسوں ،ٹرانسپورٹ اور ہسپتال کا انتخاب کریں۔
- زچگی سے پہلے اس کے دوران یا بعد میں خون کا مسلسل اخراج، دوروں کا دورانیہ آٹھ گھنٹوں سے زیادہ ہونا، نظر کا غائب ہونا سر میں درد یا زچگی کے عمل میں سست روی ماں اور بچے کی صحت کے لئے نہایت خطرناک ہو سکتے ہیں۔
- پیدائش کے فورا بعد بچے کے ناک اور منہ کی صفائی سانس لینے میں آسانی پیدا کرتی ہے اس دوران بچے کے ساتھ معمولی بے احتیاطی خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔
- بچے کی پیدائش کے لئے صاف ستھری جگہ اور صاف ستھرا سامان از حد ضروری ہے۔
- کچھ بچے ولادتی راہگزار (پیڑو) تنگ ہونے کی وجہ سے قدرتی طور پر پیدا ہونے سے قاصر ہوتے ہیں، ان کی ولادت سیزرین آپریشن سے ممکن ہوتی ہے، اس بارے میں آگاہی نہ ہونے سے ایسے بچے ماں کے پیٹ ہی میں دم گھٹنے سے فوت ہو جاتے ہیں، اس مسئلہ کا حل قبل از پیدائش ایکسرے سے ہی ممکن ہے جو پہلی بار حاملہ ہونے والی خواتین میں حمل کے آٹھویں اور نویں ماہ میں کرانا چاہیے۔
- زچگی کے بعد ماں اور بچے کی صحت ،آرام اور خوراک کا خیال رکھنا انتہائی ضروری ہے۔

زچگی کے بعد کی احتیاطیں

- پیدائش کے بعد چھ گھنٹے کے دوران ماں اور بچے کا معائنہ لازمی ہے۔
- پیدائش کے بعد خون کا زیادہ بہاؤ، دورے، شدید بخار، بدبودار مواد کا اخراج اور پیدائش کے نصف گھنٹے بعد بھی آنول کے باہر نہ آنے کی صورت میں بڑے ہسپتال سے رجوع کریں۔
- ماں کے دودھ کا کوئی نعم البدل نہیں، نوزائیدہ بچوں کو پیدائش کے کے ایک گھنٹہ کے اندر اندر ماں کا دودھ پلانا ضروری ہے۔
- زچگی کے بعد نال کاٹنے کے لئے دائیاں عموماً گھر میں دستیاب زنگ آلود اوزار مثلاً درانتی، قینچی چھری یا استعمال شدہ بلیڈ کا استعمال کرتی ہے۔ اور نوزائیدہ کے زخم کو مندمل کرنے کے لئے صاف ستھری بلیڈ کا استعمال کریں۔
- ولادت کے دوران ماں کے فرج سے بہنے والے پانی اور رطوبت نگلنے سے بچے کا سانس رک جاتا ہے۔ایسے میں دماغ اور جسم کو کم آکسیجن ملنے کی وجہ سے بچہ نیلا پڑنے لگتا ہے، ایسے حالات میں بچے کی یا تو دم گھٹنے سے موت واقع ہو سکتی ہے یا بچہ نا قابل تلافی نقصان اٹھا کر عمر بھر کے لئے معذور ہو سکتا ہے۔ چنانچہ ولادلت کے وقت بہتر ہے کہ منہ اور حلق سے رطوبت کھینچنے والی مشین دستیاب ہو تا کہ بچے کا سانس فوری بحال کیا جا سکے۔
- بچوں کو چھ ماہ کی عمر تک صرف ماں کا دودھ پلانا چاہیے۔
- ولادت کے فوراً بعد نوزائیدہ کو صاف کپڑے میں لپیٹ کر ماں کی آغوش میں دینا چاہئے، تاکہ بچہ اپنی ابتدائی قدرتی غذا یعنی ماں کا دودھ حاصل کر سکے، اس دوران بچے کو اور کوئی چیز نہیں دینا چاہیے، بچے کو پیدائش کے چھ گھنٹے بعد نیم گرم پانی سے پہلا غسل دینا چاہیے، اگر بچے کے کپڑے مناسب نہ ہوں یا غسل کا پانی ٹھنڈا ہو تو نوزائیدہ کو نمونیہ ہو سکتا ہے، یہ نوزائیدہ بچوں میں اموات کی ایک بڑی وجہ ہے۔

- پیدائش کے پہلے مہینے میں بچوں میں مندرجہ ذیل علامات خطرے کی طرف اشارہ کرتی ہے:
  - چہرے پر نیلاہٹ۔
  - دودھ پینے سے انکار۔
  - جسم کا کم یا بہت زیادہ درجہ حرارت، جسم کی گہری زرد رنگت۔
  - غشی کے دورے اور غنودگی۔
- ولادت کے بعد نقاہت اور رضاعت کے دباؤ کے باعث زچہ کو طاقت دینے والی اور متوازن خوراک کی ضرورت ہوتی ہے، اکثر دائیاں زچگی کے بعد ماں کو عام خوراک کھانے سے روک کر صرف یخنی اور شوربہ جیسی کم غذائیت والی خوراک لینے پر مجبور کرتی ہیں جس سے ماں مزید کمزور ہو جاتی ہے۔
- زچگی کے بعد ماں کو اکثر کئی دن تک ہلنے جلنے اور بستر سے اٹھنے سے منع کیا جاتا ہے اس سے ماں کے جسم کے اندرونی اعضاء میں سوزش اور ٹانگوں کی وریدوں میں خون سے جمنے کا خطرہ ہو سکتا ہے، حرکت نہ کرنے کے باعث خون کا بہاؤ سست ہو کر خون کو جما دیتا ہے، جو کہ دل کے دورے یا فالج کا سبب بن سکتا ہے۔
- مائیں اپنی بچوں کو دو سال کی عمر تک اپنا دودھ پلانا جاری رکھیں۔
- بچوں کی خوراک تیار کرنے سے پہلے اپنے ہاتھ اچھی طرح دھولیں۔
- سرکاری سطح کے مراکز میں دستیاب حفاظتی ٹیکوں کا کورس اپنے بچوں کو ضرور مکمل کرائیں۔
- قے اور دست کی بیماری کے دوران دوران بچوں کو علاج معالجہ مستند ڈاکٹروں سے کرائیں۔
- ایک صحت مند اور توانا معاشرے کے لے صاف ستھرے پانی کا استعمال ضروری ہے، اس لئے پانی ابال کر استعمال کریں۔

- کھانے پینے کی چیزوں کو ڈھانپ کر رکھیں۔
- صفائی نصف ایمان ہے، اپنے گھر محلّہ اور شہر کو صاف رکھیں۔
- حفظانِ صحت کے اصولوں کو آپنائیں کیونکہ ان اصولوں سے انحراف ہی بیشتر بیماریوں کا سبب بنتا ہے۔
- بچے کی جسمانی اور ذہنی صحت کے لئے اس کی زندگی کے ابتدائی دو سال نہایت اہم ہیں، جس میں اسے ماں کی بھرپور توجہ درکار ہوتی ہے، اس دوران دوسرے حمل کا وضع ہونا خطرے سے خالی نہیں ہے۔

بچوں کی صحت کے متعلق احتیاطی تدابیر

- بچے کی صحت ذہانت اور نشوونما کا دارومدار ماں کی صحت پر ہے، لہٰذا گھرانے کے تمام افراد کا فرض ہے کہ دوران حمل اور پیدائش کے بعد ماں کی صحت، خوراک اور آرام کا خیال رکھیں۔
- ماں کا دودھ بچے کی صحت اور ذہانت کے لئے نہایت اہم ہے، بچے کو ماں کا دودھ پیدائش کے فوراً بعد شروع کرا دینا چاہئے، اور چھ ماہ کی عمر تک بچے کو صرف ماں کا دودھ دینا چاہیے۔
- چھ ماہ کی عمر کے بچے کو ماں کے دودھ کے علاوہ نیم ٹھوس غذا دینی چاہیے، اس طرح دو سال کی عمر تک ماں کے دودھ کے علاوہ بچے کی موزوں خوراک میں بتدریج اضافہ کرنا چاہیے۔
- بچوں کو موذی امراض سے بچاؤ کے لئے حفاظتی ٹیکوں کا کورس مکمل کرانا چاہیے۔
- دست اور اسہال کے دوران او آر ایس (ORS) اور ماں کے دودھ کا استعمال بچوں کو شدید پانی کی کمی (Dehydration) سے محفوظ رکھتا ہے۔
- بخار اور چھاتی کا انفیکشن (ARI) جیسی بیماریاں بچوں میں عام پائی جاتی ہیں، بروقت علاج سے ان موذی بیماریوں کے اثرات سے بچوں کو محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔

باب چہارم

ماں اور بچہ کی صحت اور ہماری ذمہ داریاں

باب چہارم:

ماں اور بچہ کی صحت اور ہماری ذمہ داریاں

صحت اور اسلامی تعلیمات:

اسلام جامع اور مکمل دین ہے، زندگی کے ہر شعبے میں رہنمائی کرتا ہے، صحت جیسی عظیم نعمت کے بارے میں بھی ہمیں ہدایات سے نوازتا ہے، چنانچہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "نعمتان مغبون فيهما كثير من الناس: الصحة والفراغ". ﴿رواه البخاري﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دو نعمتوں میں بہت سارے انسان اپنے اوپر ظلم اور زیادتی کر رہے ہیں صحت اور فراغت۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں جس زیادتی کا تذکرہ ہے اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ جب انسانوں کی صحت ہوتی ہے، اور فراغت بھی ہوتی ہے تو اس وقت عبادت کی طرف توجہ نہیں رکھتے اور جب صحت خراب ہو جائے یا عدیم الفرصتی ہو جائے تو پھر عبادت کی طرف رغبت اگر پیدا ہو جائے تو صحت کی خرابی کے باعث یا کثرت مشاغل کے باعث کما حقہ عبادت نہیں کر سکتے اگر صحت کے زمانہ میں عبادت کرتا رہا ہو اور فراغت کے وقت کثرت سے عبادت کرتا رہا ہو تو صحت کی خرابی اور مشغولیت کے وقت اگر اس درجہ کی عبادت نہ بھی کر سکے تو اجر و ثواب اسے اتنی عبادت کا ملے گا جو وہ صحت اور فراغت کے وقت کرتا رہا ہو۔ واللہ اعلم۔

دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے، کہ جب لوگ صحت مند ہوتے ہیں تو صحت کی بقا کا خیال نہیں رکھتے اور فراغت ہو تو اوقات کو ضائع کرتے ہیں تعمیری کاموں کی طرف ملک وقوم کی فلاح وبہبود کے لئے اوقات صرف نہیں کرتے، جب صحت ضائع ہوجائے تو پھر بحالی کے لے تگ و دو کرتے ہیں، اور جب مشاغل کا ہجوم ہوجائے تو پھر سارے تعمیری کاموں کی طرف توجہ ہوجاتی ہے، لیکن نہ پھر صحت بحال ہوتی ہے اور نہ مشاغل سے فراغت ہوتی ہے کہ کوئی کام کر سکے، اس لئے جب یہ دونوں نعمتیں موجود ہوں تو ہر طرح سے ان کی بقاودوام کا خیال رکھنا چاہئے۔

یہ صحت ہی ہے جو ایمان کے بعد سب سے بڑی نعمت ہے جو امن او بنیادی ضرورتوں کی کم سے کم حد کے ساتھ خوش گوار زندگی کی ضامن ہے۔ ابن ماجہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لم تؤتوا شيئا بعد كلمة الاخلاص مثل العافية. فاسئلو الله العافية.

﴿ابن ماجه﴾

تمہیں ایمان کی نعمت کے بعد عافیت جتنی بڑی نعمت نہیں دی گئی ہے لہٰذا اللہ سے عافیت مانگو۔

ایک اور روایت ہے:

وعن عمرو بن ميمون الأودي قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لرجل وهو يعظه: "اغتنم خمسا قبل خمس: شبابك قبل هرمك صحتك قبل سقمك وغناك قبل فقرك وفراغك قبل شغلك وحياتك قبل موتك".

حضرت عمرو بن میمون اودی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ایک صاحب کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، صحت کو بیماری سے پہلے، مالداری کو فقر سے پہلے فراغت کو مشغولیت سے پہلے، اور زندگی کو موت سے پہلے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک کا مقصد بھی یہی ہے کہ جوانی صحت زندگی مالداری اور فراغت یہ اللہ کریم کی ایسی نعمتیں ہیں کہ ان کی قدر کرنی چاہئے یہ نعمتیں جب ایک مرتبہ زائل ہوجاتی ہیں تو پھر دوبارہ ان کی دستیابی مشکل ہوجاتی ہے۔ صحت کا خیال رکھنا اور اس کو بحال رکھنے سے ہی آدمی کے لئے دوسری نعمتوں کی قدردانی میسر آسکتی ہے۔

وعن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "ما ينتظر أحدكم إلا غنى مطغيا أو فقرا منسيا أو مرضا مفسدا أو هرما مفندا أو موتا مجهزا أو الدجال فالدجال شر غائب ينتظر أو الساعة والساعة أدهى وأمر". ﴿رواه الترمذي والنسائي﴾

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ تم میں کوئی شخص مالداری کا انتظار کرتا رہتا ہے، جو گنہگار کرنے والی ہے، یا فقر وفاقہ کا انتظار کرتا رہتا ہے جو اطاعت حق کو بھلا دینے والی ہے، یا بیماری کا انتظار کرتا رہتا ہے، جو اپنی شدت کی وجہ سے بدن کو کمزور کرنے والی ہے، یا اس بڑھاپے کا انتظار ہے جو بے عقل بدحواس اور بیہودہ گو بنادیتا ہے، یا اچانک آنے والی موت کا انتظار ہے، یا دجال کا انتظار کیا جاتا ہے، جو ایک برا غائب ہے جس کا انتظار کیا جارہا ہے یا قیامت کا انتظار ہے، جو بہت سخت اور کڑوا ہے۔

حدیث کا حاصل یہ ہے کہ انسان کو فرصت فراغت اور صحت میں کچھ کرلینے کا موقع نصیب ہوتا

ہے، اس کو غنیمت نہیں جانتا اور اس طرح وہ گویا اس وقت کا منتظر رہتا ہے، جب وہ موقع ہاتھ سے نکل جائے اور ایسی صورت حال پیش آجائے جو اس کو ان بھلائیوں اور سعادتوں سے محروم کردے، جن سے وہ بس اسی گزرے زمانے میں بہرہ مند ہو سکتا تھا مثلاً اگر ایک شخص فقر وافلاس میں مبتلا ہوتا ہے، تو اس پر صبر وشکر کرکے استقامت کی راہ اختیار کرنی چاہیے تھی اور جب حالت تونگری ومالداری والی تھی تو سرکشی نہیں اختیار کرنی چاہیے تھی بلکہ شکر بجالانا چاہیے تھا، اسی طرح جب صحت کی نعمت تھی تو اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے تھا، اور اس صحت کی نعمت کو اللہ کی اطاعت وبندگی اور اللہ کی مخلوق کی خدمت میں صرف کرنا چاہیے تھا، اب جب وہ نعمت نہ رہی تو اب ناشکری اور بے صبری کا فائدہ نہیں بلکہ اس حالت میں صبر وشکر کرکے اللہ کریم کی رحمتوں کا مستحق بننے کی کوشش کرنی چاہیے۔

وعن عبيد الله بن محصن قال: قال رسول الله صلى الله عليه: "من أصبح منكم آمنا في سربه معافى في جسده عنده قوت يومه فكأنما حيزت له الدنيا". رواه الترمذي وقال: هذا حديث غريب.

﴿مشكاة المصابيح﴾

حضرت عبداللہ بن محصن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جس شخص کو اس حال میں صبح ہو کہ وہ اپنی جان کی طرف سے بے خوف ہو اور اس کے پاس ایک دن کی بقدر ضرورت خوراک کا سامان ہو گویا اس کے لئے دنیا جمع کردی گئی ہو۔

وعن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إن أول ما يسأل العبد يوم القيامة من النعيم أن يقال له: ألم نصح جسمك؟ ونروك من الماء البارد؟". ﴿رواه الترمذي﴾

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے بندے سے نعمتوں کے بارے جو سوال کیا جائے گا، وہ یہ ہوگا کہ کیا ہم نے تیرے بدن کو تندرستی عطا نہیں کی تھی، اور تجھے ٹھنڈے پانی سے سیراب نہیں کیا تھا۔

صحت اللہ کریم کی عطا کردہ ایسی نعمت ہے جس کا اللہ کریم انسان پر احسان جتلائیں گے اور اس صحت کے بارے بازپرس بھی کی جائے گی کہ اس نعمت کی کیا قدردانی کی؟ اور اس نعمت کو کن امور میں صرف کیا؟ اور پھر یہ صرف دنیاوی نعمت نہیں جو اللہ کریم نے یہ نعمت صرف دنیا میں عطا فرمادی بلکہ یہ اخروی عظیم نعمت بھی ہے جنت اللہ کریم کی ایک سدا بہار نعمت ہے اور ایسی نعمت ہے کہ انسان کے وہم وخیال کی رسائی بھی وہاں تک ممکن نہیں، لیکن وہاں بھی فائق نعمت ہمیشہ کی باصحت زندگی ہوگی، اگر جنت ہوتے ہوئے یہ خدشہ ہو کہ زندگی ختم ہوجائی گی ، بیمار پڑجاوں گا، تو نعمتوں سے لطف اندوز ہونے میں کمال پیدا نہیں ہوگا، تو اللہ کریم جنت اور اس کی لازوال نعمتوں کی طرح یہ اعلان بھی فرمائیں گے، کہ اب ہمیشہ کے لئے رہنا ہے اور ہمیشہ کی صحت ہے۔

صحت ایک بنیادی حق:

اسلام نے صحت کو بنیاوی انسانی حق قرار دیا ہے، بنیادی حق کا مطلب یہ ہوتا ہے، کہ ریاست پر برسر اقتدار طبقہ کی ذمہ داری ہوتی ہے، کہ وہ ریاست کے وسائل کو بروئے کار لا کر رعایا کو وہ حقوق مہیا کرے، اور اگر برسر اقتدار طبقہ ریاست کے وسائل سے رعایا کو وہ حقوق مہیا نہ کرے اور اس میں غفلت برتے تو پھر رعایا کو اس کے مطالبے کا حق ہے، اور عوام کو یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ صحت کے بنیادی مراکز مجھے کن کن سہولتوں کے دینے کے پابند ہے عوام میں شعور اجاگر کرنے کے لئے ذرائع ، تعلیمی مراکز، اور مساجد کو استعمال کرنا چاہیے تاکہ عوام میں شعور پیدا ہو۔

خاندان کی ذمہ داری:

خاندان ایک اجتماعی گروہ کا نام ہے جس کا مقصد لوگوں کی روحی اور ذہنی سلامتی کو برقرار رکھنا ہے تاریخ بشریت کی ابتدا سے لے کر آج تک اس روئے زمین پر مرد اور عورت دونوں نے خاندان کو تشکیل دے کر ایک دوسرے کیساتھ زندگی گزارتے ہوئے پیار و محبت کیساتھ اپنی اولاد کی پرورش کی ہے، اور تمام انبیاء و مصلحین کی یہی کوشش رہی ہے کہ خاندان کا نظام اتنا پائیدار اور مستحکم کریں کہ کوئی بھی اسے درہم برہم نہ کرسکے۔

اسلام ایک موثر اجتماعی کردار رکھتا ہے، اور خاندان اسلامی معاشرے کا اہم عنصر شمار کیا جاتا ہے، اسلام دراصل خاندان کو ایک مقدس اور انتہائی مفید ادارہ تصور کرتا ہے، یہ خاندانی نظام ہی ہے جس کی بدولت انسان زندگی کے مشکلات میں ثابت قدم رہتا ہے، اور خاندان کے افراد ان کے حامی ومددگار بنتے ہیں، صحیح بات یہ ہے کہ زندگی کے سفر میں ذہنی سکون اور سلامتی کے لئے خاندان میں اقتصادی، اجتماعی اور جذباتی سطح پر امداد باہمی کا قیام از بس ضروری ہے، اس امر کا قیام ایسی صورت میں اور بھی ضروری ہو جاتا ہے، جب خاندان کے بعض افراد دوسروں پر انحصار کرتے ہوں، مثلاً بچے بوڑھے، غیر شادی شدہ افراد خاص طور پر خواتین بیمار اور معذور افراد۔

والرجل راع على أهل بيته وهو مسئول عن رعيته والمرأة راعية على أهل بيت زوجها وولده وهي مسئولة عنهم. ﴿رواه البخاري﴾

اور ہر آدمی اپنے گھر کا نگران ہے اور ان سے ان کے گھر والوں کے بارے میں پوچھ ہوگی۔ اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کی نگران ہے اس سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

پھر جب زچہ وبچہ کی نگہداشت کی اصل ذمہ داری شوہر پر عائد ہوتی ہے تو وہ ہر ممکن اپنی رفیقہ حیات کو

زچگی سے قبل اور زچگی کے بعد کے مراحل میں توجہ دے اور اس حوالے سے ان کو درپیش مسائل کا ادراک کریں، بروقت معائنہ تشخیص اور ضروری طبّی امداد فراہم کریں۔ لیکن ان کے ساتھ ساتھ خاندان والوں کی بھی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ تکلیف کی اس گھڑی میں زچہ وبچہ کا مکمل خیال رکھیں۔ ڈاکٹر کے معائنے سے لیکر دوا بشمول گھریلو کام کاج میں ہر طرح سے تعاون کریں۔

معاشرہ کی ذمہ داری:

معاشرہ افراد کے ایک ایسے گروہ کو کہا جاتا ہے کہ جسکی بنیادی ضروریات زندگی میں ایک دوسرے سے مشترکہ روابط موجود ہوں اور معاشرے کی تعریف کے مطابق یہ لازمی نہیں کہ انکا تعلق ایک ہی قوم یا ایک ہی مذہب سے ہو۔

اسلام میں مشترکہ بنیادی ضروریات زندگی کہ اس تصور کو مزید بڑھا کر بھائی چارے اور فلاح و بہبود کے معاشرے کا قرآنی تصور، ایک ایسا تصور ہے کہ جس کے مقابل معاشرے کی تمام لغاتی تعریفیں اپنی چمک کھو دیتی ہیں۔ قرآن کی سورۃ آل عمران میں اسی تصور کی ایک جھلک دیکھی جا سکتی ہے کہ معاشرہ کیا ہے یا ہونا چاہئے:

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ﴿آل عمران: ۱۱۰﴾

تم ایک بہترین امت ہو کہ لوگوں کی بھلائی کے لئے بھیجی گئی ہو تم اچھے کاموں کا حکم دیتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو۔

اس پر مستزاد یہ کہ اللہ رب العزت نے اسلامی معاشرے کو بھائی بندی کے پیارے ہار میں پرو دیا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ الحجرات: ١٠

بے شک مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

اسلام کا فلسفہ اخوت اس بات کا متقاضی ہے کہ ہم کسی بھی مسلمان بھائی کو تکلیف کے وقت بے سہارا نہ چھوڑے، بلکہ جس حد تک بھی ہوسکے ہمیں ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہئے، یہی ایک اسلامی معاشرہ کی خصوصیت رہی ہے۔

خصوصاجب کسی کے ہاں ولادت ہورہی ہوتوایسے میں ان کو ضروری وسائل فراہم کرنا اور تکلیف ومشکل کے وقت میں ان کے کام آنا یقینا باعث ثواب ہونے کے ساتھ ساتھ ہماری معاشرتی ذمہ داری بنتی ہے۔

حکومت کی ذمہ داری:

سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پانچ چیزوں کو بنیادی انسانی حقوق قرار دیا ہے روٹی کپڑا، مکان، صحت اور تعلیم اسلام میں معاشرتی حقوق کی طویل فہرست ہے اور یہ صرف دین اسلام کا خاصہ ہے کہ اس میں حقوق کا تعارف بھی ہے ادائیگی کی تلقین بھی ہے ادائیگی پر دنیاوی واخروی نعمتیں بھی ہیں اجر وثواب بھی ہے، اور کوتاہی پر سرزنش ہے، اور عدم ادائیگی پر دنیا وآخرت کا مواخذہ ہے، پھر حقوق میں کچھ معاشرتی حقوق ہیں یعنی سماجی حقوق، کچھ خاندانی اور کچھ گھریلو حقوق ہیں اور کچھ حقوق حکومتی ہیں یعنی جو ریاست کی ذمہ داری میں آتے ہیں ریاست کا بجاطور پر یہ حق ہے کہ وہ رعایا سے ملکی قوانین کا احترام کروائے، ملکی وفاداری یقینی بنایئے اور قومی مفادات پر کسی کو بھی فوقیت اور ترجیح نہ دے، اسی طرح رعایا کا حق ہے کہ ریاست ان کو جان مال عزت اور آبرو کا تحفظ دے، ان کو مذہبی وسیاسی آزادی ریاستی قانون کے مطابق دے ان کی شخصی ضرویات روٹی

کپڑا مکان صحت اور تعلیم کے مواقع فراہم کرے۔ ایسا قطعاً جائز نہیں ہے کہ ریاست اپنا حق تو پورا وصول کرے، لیکن رعایا کے حقوق میں پس وپیش کرے اور نہ رعایا کے لئے جائز ہے کہ وہ ریاست سے اپنے حقوق کی ادائیگی چاہے اور ریاست کا حق ادا نہ کرے۔

شریعت کی نظر میں صحت کا مسئلہ صرف سماجی یا رضاکارانہ مسئلہ نہیں بلکہ ایک شرعی حق ہے، جو بہر حال ریاست کو ادا کرنا ہوگا، اور اس کے مواقع فراہم کرنے ہوں گے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ألا كلكم راع وكلكم مسئول عن رعيته فالإمام الذي على الناس راع وهو مسئول عن رعيته والرجل راع على أهل بيته وهو مسئول عن رعيته والمرأة راعية على أهل بيت زوجها وولده وهي مسئولة عنهم.

﴿الترغیب والترھیب جلد۳ صفحہ ۴۸﴾

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جان لو تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور تم میں سے ہر ایک سے ان کے ماتحتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا، پس حکمران عام الناس کا نگران ہے اور اس سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا، اور ہر آدمی اپنے گھر کا نگران ہے اور ان سے ان کے گھر والوں کے بارے میں پوچھ ہوگی۔ اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کی نگران ہے اس سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

اس طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے واقعہ یہ ہے ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رات کو معمول کے گشت کر رہے تھے کہ ایک میدان میں نیا خیمہ بنا ہوا دیکھ لیا جو پہلے سے اس میدان میں موجود نہیں تھا، آپ کو تشویش لاحق ہوئی اور خیمہ کے پاس پہنچے اور اس کے سامنے بیٹھے ہوئے ایک شخص پر سلام کہتے ہوئے اس کی خیریت وعافیت معلوم کی، اس شخص نے کہا کہ وہ مسافر ہے اسی دوران خیمہ کے اندر سے آواز سنی، آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا خیمہ کے اندر آواز کس کی ہے، اس شخص نے جواب دیا جاو اپنا کام کرو، آپ نے اصرار کیا تو مسافر نے بتایا کہ خیمہ کے اندر میری بیوی زچگی کے مرحلے سے گزر رہی ہے، آپ نے پھر دریافت کیا کہ کیا اس کی مدد اور تیمارداری کے لئے کوئی دوسری عورت ہے، اس پر مسافر نے نفی میں جواب دیا، آپ گھر تشریف لے گئے اور اپنی بیوی حضرت ام کلثوم کو صورت حال سے آگاہ بھی کیا، حضرت ام کلثوم جانے پر تیار ہو کر آپ کے ساتھ خیمہ میں تشریف لائیں اور دوران ولادت ضروری اشیاء بھی ساتھ لے آئیں، حضرت ام کلثوم نے بچے کی ولادت اپنے ہاتھوں سے کی، اور بعد میں زچہ کی غذا کے لئے دانے ابالے، گھی شکر ڈالا اندر سے حضرت امیر المؤمنین کو آواز دی کہ مسافر کو لڑکے کی پیدائش کی خوشخبری سنائیں، اس دوران امیر المؤمنین نے مسافر کی کھانے سے تواضع کی۔

نکتہ کی بات یہ کہ اس واقعہ سے ہمیں زچگی کے مسئلے کی اہمیت کے ساتھ یہ درس بھی ملتا ہے، کہ خلیفہ وقت جس کی خلافت 64 لاکھ مربع میل پر پھیلی ہوئی ہے، ایک خاتون اور اس کی بچے کی جان بچانے کی خاطر اپنی بیوی کو جملہ خدمات کی ادائیگی کے لئے پیش فرماتے ہیں۔

اسی طرح ایک اور واقعہ نقل ہے: چنانچہ ایک بار حضرہ کے باشندوں نے شکایت کی کہ ہمارا گاؤں وبائی امراض میں مبتلا رہتا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اس کو چھوڑ دو۔ لوگوں نے کہا کہ وہ ہمارا وطن ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرب کے مشہور طبیب حارث بن کلدہ سے کہا کہ اب کیا تدبیر

ہے؟ اس نے کہا کہ "زمین مرطوب ہے اور وہاں پسو اور مچھر بہت لگتے ہیں جو وباء کا سبب ہیں اس لئے ان لوگوں کو قرب وجوار میں نکل جانا چاہئے، گھی اور کراث کھانا چاہئے خوشبو لگانا چاہئے، ننگے پاؤں نہ چلنا چاہئے دن کو سونا نہ چاہئے، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو ان تدبیروں پر عمل کرنے کا حکم دیا۔

ہم کو اس قدر معلوم ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں بکثرت اطباء موجود تھے اور ان سے وہ کام لیتے تھے، چانچہ حضرت معیقب دوسی رضی اللہ عنہ کو جذام ہوا تو ان کے علاج کیلئے انہوں نے مختلف اطباء بلوائے۔

تاریخ خلفائے اسلام وسلاطین نے اپنی رعایا کی حفظان صحت کے حوالے سے انتہائی حساسیت کا مظاہرہ کیا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تصریحات کے مطابق جب صحت انسانی بنیادی حقوق میں شامل ہے تو ارباب حکومت پاکستان شعبہ صحت کو اولین ترجیحات میں شامل کرنا چاہئے اور اس حوالے سے تفصیلی قانون سازی ہونی چاہئے۔

حکومت پاکستان کی شعبہ صحت میں سست روی

پاکستان میں زچہ و بچہ کی صحت کے میدان میں مقرر کردہ اہداف کے حصول میں ناکامی کی بڑی وجہ یہ ہے کہ حکومتوں نے صحت کے شعبے کو مشترکہ عوامی فلاح سمجھنے کی بجائے کاروبار سمجھ رکھا ہے، یہی وجہ ہے کہ 1973 کے آئین یا بعد میں کی جانے والی ترامیم میں صحت کو بنیادی انسانی حق تسلیم نہیں کیا گیا۔

اس کے باعث پاکستان میں اب تک حکومت کے ترجیحی ایجنڈا میں صحت کہیں نظر نہیں آتی، حالانکہ دنیا بھر کے کئی ترقی پذیر ممالک میں حکومتوں نے صحت کے شعبے میں اصلاحات کے ذریعے عوام کو بنیادی سہولیات فراہم کرکے اس کا سیاسی فائدہ بھی اٹھایا ہے۔

انسانی حقوق کے عالمی اعلانیے مجریہ 1948 میں کہا گیا ہے: "ہر فرد اور اس کے خاندان کو صحت کی مناسب سہولیات کا حق حاصل ہے۔" اس کے علاوہ اقوامِ متحدہ کے ادارۂ صحت کے آئین میں درج ہے: "صحت کے بلند ترین معیار سے استفادہ کرنا ہر فرد کا بنیادی انسانی حق ہے۔" دنیا میں 120 سے زیادہ ممالک نے صحت کو منصفانہ نظامِ قانون اور جمہوری سیاسی نظام کی طرح آئین کا حصہ بنا رکھا ہے۔

ہمارے ملک میں عام لوگ پرائیویٹ علاج کرواتے ہیں، حالانکہ عوام کو صحت کی سہولیات فراہم کرنا سرکار کا کام ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ ترجیحی بنیادوں پر صحت کے پروگراموں کی منصوبہ بندی کرے، لیکن یہ منصوبہ بندی صرف اسی وقت ہو سکتی ہے جب حکومت کے پاس سیاسی عزم موجود ہو۔

کہیں ڈاکٹر نہیں، کہیں دوائی نہیں ہے، کہیں ٹیسٹ نہیں ہیں، سرکاری ہسپتالوں میں بھی پیسے دینے پڑتے ہیں، اس لیے لوگ پرائیویٹ علاج کو ترجیح دیتے ہیں۔ اگر کوئی حکومت صحت کی سہولیات عام کر دے تو اسے خود اس کا سیاسی فائدہ ہوتا ہے۔ برازیل، تھائی لینڈ، میکسیکو اور وینزویلا وہ ممالک ہیں جہاں حکومتوں نے صحت کو آئینی حق بنا کر عوام میں زبردست مقبولیت حاصل کر لی، اور انھیں انتخابات میں بڑی کامیابیاں حاصل ہوئیں۔

ہمارے ہاں سرکاری نظامِ صحت میں بہت سی کمزوریاں ہیں: کہیں ڈاکٹر نہیں، کہیں دوائی نہیں ہے، کہیں ٹیسٹ نہیں ہیں، سرکاری ہسپتالوں میں بھی پیسے دینے پڑتے ہیں اس لیے لوگ پرائیویٹ علاج کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور پاکستان میں صحت پر اٹھنے والے کل خرچ کا 73 فی صد حصہ لوگ اپنی جیب سے ادا کرتے ہیں، جب کہ بقیہ 27 فیصد میں فلاحی ادارے اور پرائیویٹ ادارے بھی شامل ہیں اور حکومت کا حصہ انتہائی کم ہے۔ پاکستان صحت پر بہت کم خرچ کرتا ہے اور اس ضمن میں صومالیہ اور افغانستان جیسے ممالک کی فہرست میں شامل ہے۔

پاکستانی حکومت کا صحت پر فی کس خرچہ صرف چھ ڈالر ہے، حالانکہ عالمی ادارہ صحت کی سفارشات کے مطابق ترقی پزیر ممالک کو صحت پر فی کس 35 سے 50 ڈالر خرچ کرنے چاہیں۔

حاملہ خواتین کے توجہ طلب مسائل و حکومتی مسؤلیت

حاملہ خواتین کو جن مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان میں پہلا روایتی گھریلو یا خاندانی بندشیں جن کی وجہ سے حاملہ خاتون کو ڈاکٹر کے پاس لے کر جانے یا اس کے مختلف ٹیسٹ / چیک اپ کروانے معیوب سمجھتے ہیں، اس کے پس منظر میں بعض اوقات خاندان کے مالی حالت بھی آڑے آجاتے ہیں جس میں سفری اور ٹیسٹوں کے اخراجات کئی خاندانوں کے لئے قابل برداشت نہیں ہوتے۔

حاملہ خواتین کا دوسرا بڑا مسئلہ نزدیکی مقامات پر ایسے سنٹرز کی عدم موجودگی ہے جہاں پر ان کو میڈیکل کی سہولتیں میسر ہوں یوں دور دراز مقامات کا سفر کرنا ان کے لئے ممکن نہیں ہوتا اور انتہائی ضرورت کے علاوہ محض چیک اپ کے لئے جانا غیر ضروری تصور کیا جاتا ہے۔

حاملہ خواتین کا تیسرا بڑا مسئلہ غذائیت کا ہے۔ حاملہ خاتون کو ایک کی بجائے دو جانوں کا بوجھ اٹھانا ہوتا ہے اور پیٹ میں پلنے والے بچے کے لئے بھی متوازن اور صحت مند خوراک کی فراہمی کو یقینی بنانا ہوتا ہے لیکن ہمارے گھرانوں میں اس پر کوئی خاص توجہ نہیں دی جاتی جس کی وجہ سے خواتین خوراک کی شدید کمی کا شکار ہو جاتی ہیں۔

جسم میں خون کی کمی انیمیا کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے جس کا آنے والے بچے کی صحت پر بہت نقصان دہ اثر پڑتا ہے۔ ماں کے ساتھ ساتھ نوزائیدہ بچے کو بھی کئی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس میں خوراک کی کمی، پیدائش کے عمل (زچگی) کے دوران حفاظتی تدابیر اختیار نہ کرنے کی وجہ سے انفیکشن ہو جانا، موسمی اثرات کے تحت ڈائریا یا نمونیہ یا اسی طرح کی دوسری سانس کی

تکالیف کا شکار ہو جانا شامل ہیں اور اگر بروقت طبّی مدد مہیانہ کی جائے تو بچے کی موت بھی واقع ہو سکتی ہے۔

ہمارے دیہاتوں میں اکثر زچگی کا عمل گاؤں کی غیر تربیت یافتہ دائیوں کے ہاتھوں انجام پایا جاتا ہے، اور دوران زچگی ماؤں کی موت کی ایک بڑی وجہ یہ غیر تربیت یافتہ دائیاں بھی ہیں اور پھر گھر کا غیر صحت مند ماحول بھی ماں یا بچے کی موت کا سبب بن سکتے ہیں۔

ان تمام معروضات کے پیش نظر ضرورت اس بات کی ہے کہ مندرجہ بالا اقدامات پر عمل کرتے ہوئے "ماں اور نوزائیدہ بچے کی صحت" کے حوالے سے معلومات کو عام کرنے کی تحریک شروع کی جائے تاکہ دوران حمل اور زچگی یا اس کے بعد ماں اور بچے کو موت کے منہ میں جانے سے بچایا جاسکے۔

پاکستانی عوام کواپنی دینی واسلامی شناخت کو مستحکم کرتے ہوئے صحت کے میدان میں ہرسطح پرعملی طور پر کردارادا کرتے ہوئے معاشرے سے مہلک امراض کے خاتمے کے ساتھ قوم وملت کی ماؤں کوان کی صحت کے حوالے سے آگاہی فراہم کر کے ان کی صحت کی سہولیات پہنچائی جانی چاہیئے اور یہ سب معاشرے کے عام افراد سے شروع ہوکر حکومتی اہلکاروں تک کی باہمی ذمہ داری ہے۔ عام افراد کی ذمہ داری اپنے معاشرے میں صحت کے حوالے سے ضروریات کی نشاندہی اور حکومتی افراد کی ذمہ داری ان ضروریات کو ضرورت مند کی دہلیز تک پہنچانا ہے۔ اگر اسلامی تعلیمات کو عملی طور پر اپنالیا جائے تو اس سلسلے میں پائے جانے والی کوتاہیاں دور ہوسکتی ہیں اوران کوتاہیوں کے نتیجے میں ہمارے معاشرے کو جو مسائل درپیش ہیں ان کو ہم حل کر سکتے ہیں۔

حسن رضا باقر

ادارہ منہاج الحسین لاہور پاکستان

اسلامی معاشرہ میں حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ماں بچے کے حوالے سے صحت کی سہولیات ترجیح بنیادوں پر عوام تک پہنچائی جائیں کیوں کہ صحت ایک بنیادی حق ہے ایسا کر کے ہم ایک صحت مند معاشرے کی بنیاد رکھیں گے اور ساتھ ساتھ ثواب کے حق دار ٹھہریں گے۔
سینٹر فار کمیونیکیشن پروگرامز پاکستان نے یہ کتابچہ تحریر کر کے اس حقیقت کی طرف علماء دین کی توجہ مبذول کرائی ہے ہمارا یہ فرض ہے کہ اس موضوع کے حوالے سے شعور اور آگاہی کے ہر پروگرام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

مفتی گلزار احمد نعیمی

جامعہ نعیمیہ اسلام آباد

انسانی معاشرہ احتیاجات پر مبنی ہے۔ ہر آدمی دوسرے کا کئی معاملات میں محتاج ہے اور اسلام میں اہمیت کی حامل ایک عبادت ضرورتمند کی ضرورت پوری کرنا بھی ہے۔ ہر انسان کی ضروریات میں صحت کی ضرورت بھی اہم ضرورت ہے، سینٹر فار کمیونیکیشن پروگرامز پاکستان نے زیر نظر رسالہ اسلامی نقطہ نظر سے صحت کے حوالے سے ترتیب دیا گیا ہے۔ امید ہے اہل علم حضرات کے لئے مفید ثابت ہوگا، اس امید کے ساتھ علماء کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے کہ وہ اپنے متوسلین معتقدین، متعلقین کو اس سے مستفیض فرمائیں گے۔ واجرکم علی اللہ۔

"محمد شریف ہزاروی"

مسجد دارالسلام اسلام آباد

Center for Communication Programs Pakistan

JOHNS HOPKINS Center for Communication Programs

Global Network

Palladium MAKE IT POSSIBLE

Phone Number: 051-2294135/6, Email: info@ccp-pakistan.org.pk

www.ccp-pakistan.org.pk ccp.pakistan PakistanCCP

خطبات جمعہ

پہلا خطبہ برائے جمعہ

ماں اور نوزائیدہ بچوں کی صحت طبی احتیاطیں

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی۔ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَزَّوَجَلَّ وَمَنۡ اَحۡیَاھَا فَکَاَنَّمَا اَحۡیَا النَّاسَ جَمِیۡعًا (سورۃ المائدۃ ۳۲)

ترجمہ:۔ اور جس نے ایک انسان کی جان بچائی گویا اس نے سب انسانوں کو بچایا۔

میرے عزیز دوستو! اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے دنیا ومافیہا انسان کے لئے پیدا فرمایا۔ مخلوقات عالم کی بادشاہت اور قیادت کا تاج حضرت انسان کے سر سجایا اور بحر و بر کی مخلوقات میں خوبصورت شکل وصورت بھی انسان ہی کو عطا کی۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش اَنبیاء علیہ السلام دنیا میں انسان کو صراط مستقیم پر لانے کے لئے تشریف لائے۔ مقصد حیات کا تعین کر لیا گیا اور انسان ہی موضوع کل کائنات بنا۔ دین اسلام جہاں انسانوں کی خیر و بھلائی اور فلاح و بہبود چاہتا ہے وہاں اسے انسان کی معاشی ومعاشرتی اور اخلاقی وروحانی عروج وترقی بھی مطلوب ہے۔ ان تمام مراحل سے کامیابی کے ساتھ گذرنا تب ممکن ہے جب انسان جسمانی لحاظ سے صحت مند ہو۔ لہٰذا انسان کو حفظان صحت کے اُصولوں کے مطابق زندگی گذارنے کا پابند بنایا گیا۔

درحقیقت ایک عالم دین، ڈاکٹر، انجنیئر، وکیل اور جج بننے کے لئے تعلیمی مراحل کی ابتداء سے لے کر حصول تعلیم کی آخری منزل تک پہنچنے کے لئے تمام جملہ تقاضوں کی تکمیل سے زیادہ صحت مند ہونا ضروری ہے اور اس سلسلہ میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے **ولجسدک علیک حقاً** تمہارے بدن کا تم پر حق ہے۔ تعلیمات نبوی ﷺ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تندرستی ہزار نعمت ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں ایمان کے بعد کسی کو صحت سے بہتر چیز نہیں ملی، آپ ﷺ کا ارشاد ہے قیامت کے دن بندے سے جس نعمت کے بارے میں پہلے پوچھ گچھ ہوگی وہ یہ کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سوال کیا جائے گا کہ کیا میں نے تمہیں صحت نہیں بخشی۔ حضور نبی کریم ﷺ صحت مندی کو عظمت قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں، پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو، جوانی کو بڑھاپے سے قبل، صحت کو بیماری سے قبل، خوشحالی کو محتاجی سے قبل، فرصت کو مصروفیت سے پہلے اور زندگی کو موت سے پہلے۔ بیمار اور اپنی صحت سے لاپرواہ مومن کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کو مضبوط، توانا اور تندرست مومن زیادہ محبوب ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں "مضبوط مومن بہت بہتر ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو کمزور مومن سے زیادہ محبوب ہے"

عزیزان محترم۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑھتا ہے کہ آج ہماری غفلتوں اور لاپرواہیوں کی وجہ سے ہماری مائیں، بہنیں، بیٹیاں اور بچے ہمارے سامنے سسک سسک کر مرتے ہیں مگر ہم صرف رضا بالقضاء کے الفاظ کہنے سے اپنی ذمہ داریاں پوری کر لیتے ہیں حالانکہ دین اسلام ہمیں تقدیر سے پہلے تدبیر کے پابند ہونے پر زور دیتا ہے ہم احتیاطوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اس شاخ کو کاٹتے ہیں جس پر ہم کھڑے ہوتے ہیں اور نتیجہ جب ہماری ہلاکت پر منتج ہو یہ کہہ کر جان چھڑاتے ہیں کہ "بس جو ہونا تھا وہ ہو گیا" ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ:۔ اپنے ہاتھوں سے اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ ایک اور جگہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ
بر اور بحر کے فساد کے ظہور کا ذمہ دار اور کا سبب انسان خود ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کے حوالے سے ایک واقعہ کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں تا کہ سامعین پر اسلامی نقطہ نظر سے موضوع کی اہمیت اور افادیت واضح ہو۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک دفعہ سیدنا عمر فاروقؓ رات کو معمول کے گشت کر رہے تھے کہ ایک میدان میں نیا خیمہ بنا ہوا دیکھ لیا جو پہلے سے اس میدان میں موجود نہیں تھا آپؓ کو تشویش لاحق ہوئی اور خیمہ کے پاس پہنچے اور اس کے سامنے بیٹھے ہوئے ایک شخص پر سلام کہتے ہوئے اس کی خیریت وعافیت پوچھی۔ اس شخص نے کہا کہ وہ مسافر ہیں۔ اسی دوران خیمہ کے اندر سے آواز سنی، آپؓ نے پوچھا خیمہ کے اندر

آوازکس کی ہے۔اس شخص نے جواب دیا جاؤ اپنا کام کرو۔آپؓ نے اصرار کیا تو مسافر نے بتایا کہ خیمہ کے اندر میری بیوی زچگی کے مرحلے سے گذر رہی ہے۔آپؓ نے پھر دریافت کیا کہ کیا اس کی مدد اور تیمر داری کے لئے کوئی دوسری عورت ہے۔اس پر مسافر نے نفی میں جواب دیا۔آپؓ گھر تشریف لے گئے اور اپنی بیوی حضرت اُم کلثومؓ کو صورت حال سے آگاہ بھی کیا۔ حضرت اُم کلثومؓ جانے پر تیار ہو کر آپؓ کے ساتھ خیمہ میں تشریف لائیں اور دوران ولادت ضروری اشیاء بھی ساتھ لے آئیں۔حضرت اُم کلثومؓ نے بچے کی ولادت اپنے ہاتھوں سے کی۔اور بعد میں زچہ کی غذا کے لئے دانے اُبالے، گھی شکر ڈالا اندر سے حضرت امیر المومنین کو آواز دی کہ مسافر کو لڑکے کی پیدائش کی خوشخبری سنائیں۔اس دوران امیر لمومنین نے مسافر مرد کی کھانے سے تواضع کی۔

سامعین محترم!اس واقعہ سے ہمیں زچگی کے کا مسئلہ کی اہمیت کا درس ملتا ہے کہ اس عظیم خلیفہ وقت جس کی خلافت 64 لاکھ مربع میل پر پھیلی ہوئی ہے، ایک خاتون اور اس کی بچے کی جان بچانے کی خاطر اپنی بیوی کو جملہ خدمات کی ادائیگی کے لئے پیش فرماتے ہے۔

زچگی کے دوران یا بعد میں مرنے والی لاکھوں ماؤں اور بچوں کے جواب دعویٰ میں روز محشر ہمارے پاس کیا دلائل ہوں گے؟ کیا ہم نے ابھی سے اپنا جواب دعویٰ تیار کر لیا ہے؟

میرے دوستو! روز محشر زچگی کے دوران یا بعد میں بے احتیاطی کی صورت میں مرنے والی لاکھوں ماؤں اور بچوں کے جواب دعویٰ میں ہمارے پاس کیا دلائل ہوں گے۔ان باتوں سے میں آپ کی توجہ ایک المیہ کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ ایک باضابطہ سروے کے مطابق ہر سال پاکستان میں تقریباً بارہ ہزار مائیں دوران زچگی کسی نہ کسی پیچیدگی کا شکار ہو کر موت کی منہ میں چلی جاتی ہیں، ان میں دیہی علاقوں میں اموات کا تناسب شہروں کے مقابلے میں دگنا ہے۔ بچوں کے حوالہ سے دیکھا جائے تو محتاط اندازوں کے مطابق پاکستان میں ہر سال تقریباً پونے دو لاکھ بچے ایسے ہیں جو پیدائش کے بعد اپنی زندگی کا پہلا مہینہ بھی مکمل نہیں کر پاتے۔سوال یہ ہے کہ کیا ہم ان ماؤں اور بچوں کو آئندہ آنے والے سالوں میں یونہی مرنے دیں گے؟ جبکہ ان میں سے بیشتر اموات کو ذرا سی کوشش اور احتیاط سے روکا جا سکتا ہے۔

ماہرین کے مطابق ہمارے ملک میں عورتوں اور خاندان کے باقی افراد میں دوران حمل خطرناک علامات کے بارے میں معلومات کی کمی ہے۔عموماً ہماری روایات ماؤں کو ماہرین زچگی کی خدمات سے محروم رکھنے کا باعث ہیں۔

پیغامات:

- یہ حاملہ عورت کا حق ہے کہ دوران حمل اس کا بھرپور خیال رکھا جائے اس کا کم از کم چار دفعہ معائنہ کروانا ضروری ہے۔پہلا معائنہ حمل کے ابتدائی تین ماہ کے دوران، دوسرا حمل کے چوتھے اور پانچویں ماہ اور ایک معائنہ آخری تین مہینوں میں ہونا چاہیے۔لیڈی ہیلتھ ورکر گھر گھر جا کر حاملہ خواتین کو بنیادی معلومات فراہم کرتی ہیں اور کمیونٹی مڈوائف کو ریفر بھی کرتی ہیں۔اگر اس سلسلہ میں آپ مزید معلومات چاہتے ہیں تو آپ اپنے نزدیک بنیادی صحت کے مرکز یا سرکاری ہسپتال سے رجوع کریں
- حاملہ عورتوں کو اس کا بھی علم ہونا چاہیے حاملہ کے معائنہ کے دوران اس کا وزن اور بلڈ پریشر چیک ہونا، ٹی ٹی کے انجیکشن، الٹراسائونڈ اور یرقان کا ٹیسٹ، فولادی گولیاں اور مناسب غذا تجویز کی جانی چاہیے۔لیڈی ہیلتھ ورکر گھر گھر جا کر حاملہ خواتین کو بنیادی معلومات فراہم کرتی ہیں اور کمیونٹی مڈوائف کو ریفر بھی کرتی ہیں۔اگر اس سلسلہ میں آپ مزید معلومات چاہتے ہیں تو آپ اپنے نزدیک بنیادی صحت کے مرکز یا سرکاری ہسپتال سے رجوع کریں
- زچگی کے لیے تربیت یافتہ لیڈی ہیلتھ ورکر، نرس، مڈوائف یا ڈاکٹر کی خدمات لی جائیں۔اگر آپ کو اپنے علاقے میں کام کرنے والی لیڈی ہیلتھ ورکر یا مڈوائف کی معلومات چاہیں تو اپنے قریبی بنیادی صحت کے مرکز یا ہسپتال سے رجوع کریں
- سربراہ خاندان اور دیگر افرادِ خاندان پر لازم ہے زچگی سے پہلے مناسب پیسوں، ٹرانسپورٹ اور ہسپتال کا انتخاب کریں۔
- پیدائش کے بعد ماں کا چھ گھنٹے میں ماہر زچگی سے معائنہ کروانا ضروری ہے۔بہتر یہ ہے کہ یہ معائنہ ڈاکٹر کرے۔اگر آپ کو اپنے علاقے میں ماہر زچگی کے بارے میں معلومات چاہیں تو بنیادی صحت کے مرکز یا سرکاری ہسپتال سے رجوع کریں
- بچے کو ماں کا دودھ پیدائش کے بعد پہلے گھنٹے میں پلانا چاہیے بچے کو پہلے چھ ماہ تک صرف ماں کا دودھ پلانا چاہیے۔چھ ماہ کے بعد بچے کو ٹھوس غذا ماں کے دودھ کے ساتھ کھلانی چاہیے۔بچے کو ماں کا دودھ دو سال تک پلانا چاہیے۔
- پیدائش سے 18 ماہ تک بچے کو مہلک بیماریوں سے بچاؤ کے تمام ٹیکہ جات لگوانے چاہیں۔یہ سہولت تمام بنیادی صحت کے مراکز اور سرکاری ہسپتالوں میں مفت فراہم کی جارہی ہیں۔ان سہولیات کی مزید معلومات کی لیے بنیادی صحت کے مرکز یا سرکاری ہسپتال سے رجوع کریں

دوسرا خطبہ برائے جمعہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

موضوع خطبہ ماں بچے کی صحت، حقوق وفرائض

لم تؤتوا شیأً بعد کلمة الاخلاص مثل العافیته (رواہ احمد ۱/ ۱۷۰)

ترجمہ: ایمان کے بعد کسی کو صحت سے بہتر کوئی چیز نہیں ملی۔

صحت اللہ کی دی ہوئی نعمت ہے اور اس نعمت کے شکرانے کے طور پر کچھ حقوق وفرائض کا خیال رکھنا ہوگا۔ اس دنیا میں انسان کا جس سے بھی تعلق ہو اس تعلق کے ناطے کچھ باہمی حقوق وفرائض بھی عائد ہوتے ہیں۔ کچھ لوگ تو مانگ کر اپنا حق لے لیتے ہیں اور کچھ ایسے بھی ہیں جو اپنا حق مانگنے کی طاقت نہیں رکھتے انہیں خود حقوق دینا پڑتے ہیں۔

ایک اور جگہ حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے۔

قال رسول اللہ ﷺ: کلکم راع وکلکم مسؤل عن رعیته (الجامع الصحیح البخاری، باب الجمعة فی القری والمدن، ۱/ ۱۲۲)

ترجمہ: تم میں سے ہر شخص ایک نگران ہے۔ اور تم میں ہر شخص سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

ماں اور بچے کی صحت کے تحفظ کے لئے معاشرے کے ہر فرد پر لازم ہے کہ وہ اپنی طاقت، بساط اور استعداد کے مطابق اپنا کردار ادا کرے۔ اگر ماں کی صحت کے حوالے سے حقوق کی بات ہو تو سب سے پہلے بچے کی امید سے وضع حمل تک باقاعدگی سے طبی معائنہ نہایت ضروری ہے۔ اسی دوران متوازن خوراک کا خیال بھی رکھا جائے۔ اس سلسلے میں خاوند اور گھر کے بڑے بزرگوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان تمام باتوں کا خیال رکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کے حقوق وفرائض متعین کر دیئے ہیں۔ خاوند کا فرض ہے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ خلوص ومحبت سے پیش آئے اور احسان واکرام کا معاملہ کرے بیوی کی طرف سے کوئی قصور یا کوتاہی ہو جائے تو درگذر کرے۔

اکمل المؤمنین ایمانا احسنهم اخلاقا والطفهم باهله (رواہ الترمذی ۲/ ۸۵)

ترجمہ: مؤمنوں میں سے کامل مؤمن وہ ہے جس کے بہترین اخلاق ہوں اور اپنی بیویوں پر بہت مہربان ہو۔

ایک اور موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

الا ان لکم علیٰ نسائکم حقاً ولنسائکم علیکم حقاً (رواہ الترمذی ۱/ ۱۳۹، وابن ماجہ ۱۳۳ وحسنہ البانی)

ترجمہ: اور خوب جان لو کہ تمھارا اپنی بیویوں پر حق ہے اور تمھاری بیویوں کا تم پر حق ہے۔

ان حالات میں ساس کا یہ فریضہ ہے کہ اپنی بہو کا خیال رکھے اس کے آرام اور غذا کا اہتمام کرے۔ جس طرح ہر خاتون یہ تمنا کرتی ہے کہ میری بیٹی اپنے سسرال میں کوئی دکھ نہ دیکھے پرسکون زندگی بسر کرے اس بیٹی کی ماں نے بھی اسی نوعیت کی خواہش کی ہے لہذا ساس پر لازم ہے کہ اسے اپنی بیٹی سمجھ کر اس کے ساتھ اچھا معاملہ کرے اور اپنا یہ فرض اچھے طریقے سے نبھائے۔

ماں کا اپنے بچے کو دودھ پلانا فطری محبت کی وجہ سے ہے اور نومولود کا ماں پر حق بھی ہے۔ والدہ کو چاہئے کہ اپنے بچے کو خود دودھ پلائے دودھ پلانے کی مدّت دو سال ہے لڑکے یا لڑکی کی مدت میں کوئی فرق نہیں۔

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ۔ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ سورۃ البقرہ، آیت ۲۳۳۔

ترجمہ: اور مائیں اپنی اولاد کو دو سال کامل دودھ پلائیں جن کا ارادہ دودھ پلانے کی مدت بالکل پوری کرنے کا ہو۔ اور جن کے بچے ہیں ان کے ذمہ ان کا روٹی کپڑا ہے جو مطابق دستور کے ہو۔

معاشرہ آپس میں مل جل کے رہنے کا نام ہے۔ اسلام اپنی الگ تھلگ دنیا بسانے اور معاشرے کے افراد سے کٹ کے زندگی گزارنے کی اجازت نہیں دیتا بلکہ اس نے باہمی تعاون کو انتہائی ضروری قرار دیا ہے۔

المسلمون کرجل واحد اذا اشتکیٰ عینہ اشتکیٰ کلہ وان اشتکیٰ راسہ اشتکیٰ کلہ (رواہ مسلم ۳۲۱/۲)

ترجمہ:۔ تمام مسلمان آپس میں ایک جسم کی صورت میں ہیں جس طرح کسی آدمی کے جسم کے کسی حصے میں تکلیف ہوتی ہے۔ تو پورا جسم وہ تکلیف محسوس کرتا ہے۔ اسی ایک مسلمان کی تکلیف دوسرے مسلمان کی تکلیف ہے۔

ماں بچے کی صحت کے تحفظ میں ایک اسلامی معاشرے کی ذمہ داری ہے کہ اپنے علاقے میں صحت کی سہولیات، بنیادی صحت کے مراکز یا دیگر اداروں کے ساتھ تعاون کریں۔ علاقے میں صحت کے اداروں اور سہولیات کے بارے میں جاننا بھی نہایت ضروری ہے تاکہ پتہ چل سکے کہ ان سے کس طرح استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ ماں بچے کی صحت کے تحفظ میں محلے کی سطح پر اقدام کئے جا سکتے ہیں مثلاً ضرورت مند خاندان زچگی کے وقت بروقت مالی تعاون سے ماں اور بچے کی قیمتی جانیں بچائی جا سکتی ہیں۔

اگر اسلامی تعلیمات کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے قیامت کے دن حضور اکرم ﷺ کی فخر کا باعث وہ تعلیم یافتہ، نیک، خوددار، متقی، مسلمان ہوں گے جو دنیا میں دوسروں کو نفع پہنچا چکے ہوں۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ پیغمبر انسانیت کے سامنے آخرت کے دن سرخرو ہوں تو اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم بیوی، بچوں کے حوالے سے اپنی ذمہ داریوں کو پہچانیں اور انہیں اسی طرح ادا کریں جس طرح اس کے ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اسلام نے خاندان کو بنیادی اکائی قرار دیا ہے اور گھر کے ہر فرد کو اپنی ذمہ داریاں احسن طریقے سے ادا کرنے کا پابند بنایا گیا ہے۔ نیک اولاد کو صدقہ جاریہ کہا گیا ہے۔ اس تناظر میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر والدین کی غفلت کی وجہ سے بیوی بچے اپنے حقوق سے محروم رہے تو اس کے ذمہ دار خاندان کے دیگر افراد اور معاشرہ ہوگا اور آخرت کے دن ان سے اس کی شدید باز پرس ہوگی۔ بچوں کی پرورش اور تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ ان کی صحت کا مسئلہ نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ مشہور مقولہ ہے کہ اچھی تعلیم کیلئے اچھی صحت کا ہونا ضروری ہے لہذا بچوں کی صحت کے خیال رکھنے کا آغاز حمل ٹھرنے سے لے کر پیدائش اور پیدائش کے بعد تک ہونا چاہیے۔ ماں اور بچوں کے حوالے سے اگر ہم مندرجہ بالا اسلامی تعلیمات پر کاربند ہونا چاہتے ہیں تو اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم ذیل میں دیئے گئے امور کا خیال رکھیں۔

پیغامات:

- یہ گھر کے ذمہ داروں کا فرض اور حاملہ عورتوں کا حق ہے کہ ان کی صحت کی ضروریات پوری کی جائیں نہ صرف یہ کے وہ صحت کی سہولیات تک رسائی رکھتی ہوں بلکہ ان کو اس کی بھرپور معلومات بھی ہوں تاکہ وہ اپنی صحت اور تندرستگی کے اہم فیصلے خود بھی کرنے کی صلاحیت رکھتی ہوں۔
- یہ حاملہ عورت کا حق ہے کہ دوران حمل اس کا بھرپور خیال رکھا جائے اس کا کم از کم چار دفعہ معائنہ کروانا ضروری ہے۔ پہلا معائنہ حمل کے ابتدائی تین ماہ کے دوران، دوسرا حمل کے چوتھے اور پانچویں ماہ اور ایک معائنہ آخری تین مہینوں میں ہونا چاہیے۔ لیڈی ہیلتھ ورکر گھر گھر جا کر حاملہ خواتین کو بنیادی معلومات فراہم کرتی ہیں اور کمیونٹی مڈوائف کو ریفر بھی کرتی ہیں۔ اگر اس سلسلہ میں آپ مزید معلومات چاہتے ہیں تو آپ اپنے نزدیک بنیادی صحت کے مرکز یا سرکاری ہسپتال سے رجوع کریں
- بطور ذمہ دار شہری اپنے علاقے کے سیاسی نمائندگان کی توجہ اپنے علاقے میں ماں اور بچے کی صحت سے متعلق مسائل کی طرف مبذول کروائیں اور انہیں اس کے حل کے لیے آمادہ کریں۔
- آپ کے ضلع میں مختلف فورم موجود ہیں جن میں شمولیت سے آپ اپنے علاقے میں صحت کے مسائل کے حل کے لئے کوشش کر سکتے ہیں۔
- آپ میڈیا کے ذریعے اپنے علاقے میں صحت کے مسائل کی طرف توجہ دلوا سکتے ہیں۔
- اپنے علاقے میں موجود صحت کی سہولیات میں مسائل کے حل کے لئے آپ کو یک زبان ہونا ہوگا۔ اکٹھے مل کر مقامی ایڈمینسٹریشن کی توجہ ان مسائل کی جانب مبذول کروائیں۔

تیسرا خطبہ برائے جمعہ

موضوع: ماں اور بچے کی صحت اور حکومتی ذمہ داری

یہ ایک آفاقی حقیقت ہے کہ صحت مند انسان ہی تمام انسانی وسماجی ذمہ داریوں اور فطری و دینی تقاضوں کو بخوبی پورا کرسکتا ہے، چنانچہ جو شخص جتنا صحت مند ہوگا اپنی ضروریات پورا کرنے اور اللہ کے احکام کو بجالانے کا اتنا ہی اہل ہوگا جبکہ جس شخص کی صحت بیماریوں اور امراض سے جتنی متاثر ہوگی وہ اتنا ہی اپنی ضروریات کے پورا کرنے میں اور اللہ کے احکام بجالانے میں دوسروں پر انحصار کرے گا، اسی لئے اللہ تعالیٰ بھی صحت مند مسلمان کو پسند فرماتے ہیں، جیسا کہ آنحضرت ﷺ کا بیان ہے:

المؤمن القوی خیر وأحب الی اللہ من الضعیف (صحیح مسلم ۲۶۶۴)

ترجمہ: تندرست و توانا مومن آدمی، کمزور مومن کی بنسبت اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ بہتر اور زیادہ پسندیدہ ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بالعموم صحت کی حالت میں پیدا کیا اور مختلف غذاؤں اور دواؤں کو پیدا کر کے اس کی صحت کے بقاء کا سامان مہیا کیا چنانچہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

لکل داء دواء (صحیح مسلم: ۲۲۰۴)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کی کوئی نہ کوئی دواء پیدا کی ہے۔

فطری لحاظ سے انسان میں صحت ہی اصل ہے جبکہ مرض اور بیماری کسی عارضے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے، لہٰذا اگر کسی عارضے کی وجہ سے کوئی بیماری لاحق ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے اس بیماری سے خلاصی حاصل کرنے کے وسائل بھی فراہم کئے اور ان وسائل کو استعمال کر کے نہ صرف کھوئی ہوئی صحت کو بحال کرنے کی ہر ممکنہ کوشش کی ترغیب دی ہے بلکہ اپنے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کے ذریعے مختلف بیماریوں کے علاج کی راہنمائی بھی کی ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے دوسرے لوگوں کی بیماری کے علاج کے لئے بھی متعدد تدابیر اختیار کی ہیں اور خود اپنا علاج معالجہ کیا بھی اور کروایا بھی ہے، جس سے یہ سبق ملتا ہے کہ صحت کی بقاء بہت ضروری ہے۔

افراد کی صحت کے ساتھ ساتھ اسلام ایک متوازن معاشرے کے تشکیل چاہتا ہے، اور ایک متوازن معاشرے کی تشکیل کے لئے بھی تمام افراد کا صحت مند اور تندرست و توانا ہونا بہت ضروری ہے چنانچہ جس معاشرے میں افراد جس قدر تندرست ہوں گے وہ معاشرہ اتنا ہی متوازن اور خوشگوار ہوگا کیونکہ تندرست افراد اپنی ذمہ داریوں کے علاوہ دیگر افراد کی ذمہ داری اُٹھانے کے بھی اہل ہوں گے، جبکہ بیماریوں سے متاثرہ افراد اپنی بنیادی ضروریات تک کے پورا کرنے میں تندرست افراد پر انحصار کریں گے اور اس طرح وہ معاشرے کے لئے بوجھ بنتے جائیں گے، پھر اگر ان متاثرہ افراد کا تناسب جتنا بڑھتا جائے گا وہ معاشرہ اتنا ہی عدمِ توازن اور بگاڑ کا شکار ہو جائے گا۔

جب ایک عام فرد کی صحت کی اتنی اہمیت ہے تو جو خاتون حالتِ زچگی میں ہو جس پر ایک وقت میں دو انسانی جانوں کا دارو مدار ہو اس کی صحت کی اہمیت دوگنا ہو جاتی ہے، اسی طرح زچگی کے دوران اور بعد کے مراحل میں ماں اور نوزائیدہ بچے کی زندگی کی بقاء اور صحت وتندرستی نہ صرف اسلامی نقطۂ نظر سے ضروری ہے بلکہ صحیح طرز پر انسانی نسل اور خاندانی نظام کے برقرار رہنے کے لئے بھی اشد ضروری ہے۔

ایک اسلامی ریاست کی بنیاد شہریوں کی فلاح و بہبود اور ان کے بنیادی اور ضروری حقوق کی یقین دہانی پر ہوتی ہے، اسی وجہ سے اسلامی ریاست کے تصور میں ہی شہریوں کی جان، مال اور عزت و آبرو کا تحفظ شامل ہے، چنانچہ ایک اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے شہریوں کی زندگی کی حفاظت اور اس کے لئے ضروری اقدامات کرے جبکہ زندگی کی حفاظت کا ہی تقاضہ ہے کہ شہریوں کو جان لیوا یا ذہنی لحاظ سے پس ماندہ اور جسمانی لحاظ سے ناکارہ بنانے والی بیماریوں سے بچاؤ کی تدابیر کرے اور بیماری کی صورت میں ان کے علاج کا بندوبست کیا جائے، جیسا کہ عہدِ رسالت سے لے کر دورِ جدید تک کے اسلامی ممالک کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ اسلامی ریاست میں شہریوں کی زندگی کی بقاء اور تحفظ کے لئے ضروری اقدامات ترجیحی بنیادوں پر کئے جاتے رہے ہیں، چنانچہ ہمارا ملکِ عزیز پاکستان بھی ایک اسلامی جمہوری ریاست ہونے کے ناطے اس طرزِ عمل کا پابند ہے، اور اربابِ اقتدار کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس اسلامی جمہوری مملکت میں شہریوں کی صحت کے لئے عمومی سطح پر اور ماں اور نوزائیدہ بچے کی صحت کے لئے خصوصی سطح پر اقدامات کریں اور عام شہریوں کو صحت کی سہولیات فراہم کی جائیں، مزید برآں حکومت عوام سے مختلف عنوانوں سے جو بھاری بھرکم ٹیکس وصول کرتی ہے اس کا بھی لازمی تقاضہ یہی ہے کہ صحت کی سہولیات عام شہریوں کی رسائی میں لائی جائیں۔

ذمہ دار افراد اور اداروں کے اپنے سے متعلق ذمہ داری اداء نہ کرنے کی صورت میں اسلام کا تصورِ احتساب بھی موجود ہے، اور اسلامی ریاست میں ہر صاحبِ حق چاہے وہ ایک عام شہری ہی کیوں نہ ہو اس بات کا پورا حق رکھتا ہے کہ کسی قسم کی حق تلفی کی صورت میں ذمہ دار افراد کے احتساب کے لئے قانونی چارہ جوئی کر کے اپنے حق کو یا حق تلفی کے تاوان کو وصول کر سکے، چنانچہ صحت کے حوالے سے بھی ہمارے ملک میں متعلقہ افراد اور ادارے اگر کسی قسم کی غفلت یا عدمِ توجہی کے مرتکب ہوتے ہیں تو ہر شہری کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ان کے احتساب کے لئے قانونی چارہ جوئی کرے اور اس حوالے سے اپنا حق وصول کر سکے۔

پیغامات:

- صحت ایک بنیادی انسانی حق ہے اور صحت کی سہولیات کی فراہمی ریاست کی ذمہ داری ہے
- ہر شہری کو صحت کی بنیادی سہولیات جو کہ بنیادی صحت کے مراکز اور سرکاری ہسپتال میں مہیا ہیں ان کی معلومات ہونی چاہیے اور ان تک آپ کی مناسب رسائی بنیادی حق ہے۔
- اگر صحت کی سہولیات کی فراہمی کے حوالہ سے کوئی شکایات ہوں تو آپ مروجہ طریقہ کار کو استعمال کرتے ہوئے ان کی شکایات ضرور درج کروالیں۔

تعارف برائے علماء کونسل

مرکزی علماء کونسل

ادارہ سنٹر فار کمیونیکیشن پروگرامز پاکستان ماں بچے کی صحت کے حوالے سے ایک چار سالہ منصوبے پر کام کر رہا ہے جو کہ صوبہ پنجاب اور خیبر پختونخواہ کے بارہ اضلاع میں کام کرے گا۔ اس منصوبے میں شامل اضلاع کے دیہی عوام تک ماں اور بچے کی صحت کے متعلق شعور اور آگاہی کی مہم میں علماء کا تعاون بھی لیا جا رہا ہے۔ اس سلسلہ میں ہر مسلک کے اکابرین پر مشتمل ایک مرکزی علماء کونسل کا قیام عمل میں لایا گیا ہے، کونسل میں شامل علماء کا تعارف حروف تہجی کے لحاظ سے درج ذیل ہے۔

علامہ حسن رضا باقر:

علامہ حسن رضا باقر ادارہ منہاج الحسین جوہر ٹاؤن لاہور سے منسلک ہیں اور علامہ ڈاکٹر محمد حسین اکبر کی سرپرستی میں مزھبی و دینی تعلیم کے علاوہ سماجی اور معاشرتی مسائل کے حل کے لئے بھی کوشاں ہیں، آپ مرکزی علماء کونسل میں اہل تشیع علماء کی نمائندگی کر رہے ہیں۔

علامہ ڈاکٹر محمد راغب نعیمی:

علامہ راغب نعیمی ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی شہید کے فرزند اور ان کی شہادت کے بعد تاریخی درس گاہ جامعہ نعیمیہ لاہور اور اس کے منسلک تعلیمی اداروں اور مدارس کی سرپرستی کر رہے ہیں۔ تنظیم المدارس جو کہ درس نظامی کا امتحانی بورڈ ہے اس کے نائب صدر کی ذمہ داری بھی ادا کر رہے ہیں۔ علامہ صاحب سماجی اور معاشرتی مسائل پر کافی فعال کردار ادا کر رہے ہیں اور مختلف سرکاری اور غیر سرکاری اداروں کے ساتھ منسلک ہیں۔

ڈاکٹر محمد زبیر عثمانی:

ڈاکٹر زبیر عثمانی مختلف دینی اور اقتصادی مضامین پر وقیع کام کرتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد زبیر عثمانی کا تعلق مشہور علمی و مذہبی خاندان سے ہے اور آپ مفتی رفیع عثمانی کے فرزند ہیں دار العلوم کراچی میں بطور استاد اور انتظامی معاملات کی نگرانی کی ذمہ داری ادا کر رہے ہیں۔ آپ نے اسلامی فنانس میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ہے اور مختلف سرکاری اداروں اور بینکوں کے ساتھ بطور مشیر کام کر رہے ہیں۔

مولانا محمد شریف ہزاروی:

مولانا محمد شریف ہزاروی مسجد دراسلام جی سکس ٹو اسلام آباد میں عرصہ بیس سال سے زائد خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ مولانا صاحب مختلف اسلامی موضوعات پر 10 سے زائد کتابیں تحریر کر چکے ہیں۔ اور روزنامہ اوصاف میں ''دینی مسائل اوران کا حل'' کے عنوان سے بھی لکھتے رہے ہیں۔ آپ ادارہ سینٹر فار کمیونیکیشن پروگرام کے ساتھ 'پیمان' پراجیکٹ میں بھی منسلک رہے اور الیکشن کے دوران ووٹ کی شرعی حیثیت کے حوالے سے بھی اپنی خدمت پیش کر چکے ہیں۔

پروفیسر عبدالرحمان لدھیانوی:

پروفیسر عبدالرحمان لدھیانوی جماعت اہلحدیث پنجاب کے نائب امیر کے طور پر خدمات دے چکے ہیں، آپ حکومت پنجاب کے ساتھ بطور استاد اور ڈائریکٹر کالج کے طور پر تعینات رہے ہیں۔ آپ اسلامی تعلیمی بورڈ وفاق المدارس سلفیہ کے ساتھ بھی منسلک ہیں اور انتظامی امور کی نگرانی سرانجام دے رہے ہیں، پروفیسر پروفیسر عبدالرحمان صاحب ہفتہ وار اسلامی رسالہ الحدیث میں متواتر لکھتے بھی ہیں۔

مفتی گلزار احمد نعیمی:

مفتی گلزار احمد نعیمی جامعہ نعیمیہ اسلام آباد کے سربراہ ہیں اور بیس سال سے زائد خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں، مفتی گلزار احمد نعیمی بین المذاہب اور مسالک ہم آہنگی پر کافی کام کر چکے ہیں اور ادارہ سینٹر فار کمیونیکیشن پروگرام کے ساتھ بھی صحت کے موضوعات پر اور الیکشن میں آزادی ووٹ اور ووٹ کے صحیح استعمال کے موضوعات پر اپنی خدمات پیش کر چکے ہیں۔

مفتی محمد منیر:

ڈاکٹر مفتی محمد منیر جامع مسجد مکی ایف سکس میں 10 سال سے زائد خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں مفتی محمد منیر سندھ میں کاروکاری جیسی لعنت کے خلاف عملی طور پر کام کر چکے ہیں اور مزید اسی موضوع پر علمی تحقیق بھی کر رہے ہیں جو کہ ان کی پی ایچ ڈی ڈگری کا موضوع بھی ہے۔ مفتی منیر صاحب تدریس سے بھی وابستہ ہیں اور مختلف جامعات اور کالجز میں لیکچر بھی دیتے ہیں۔

ڈاکٹر نور احمد شاہتاز:

ڈاکٹر صاحب درس وتدریس کے ساتھ تحقیق کے شعبہ سے بھی وابستہ ہیں اور مختلف موضوعات پر کتابیں تحریر کر چکے ہیں۔ ڈاکٹر نور احمد شاہتاز اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کے ممبر ہیں اور ڈائریکٹر شیخ زید اسلامک سینٹر کراچی یونیورسٹی کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں ڈاکٹر نور احمد شاہتاز ایک ہمہ گیر سماجی شخصیت ہیں سماجی اور معاشرتی مسائل کے حل کے لئے کافی سرگرم ہیں۔ ڈاکٹر شاہتاز فقہ اسلامی کے معاملات پر ایک اپنی نوعیت کا منفرد رسالہ بھی جاری کرتے ہیں۔

کتابیات

کتابیات

١۔ نظام الحکومة النبویة المسمی بالتراتیب الادرایة،

تالیف: السید محمد عبدالحیّ الکتانی، الطبعة الثانیة، دارارقم بیروت، ب ت۔

اس کتاب کے اصل موضوع تو عہدِ رسالت میں آنحضرت ﷺ کے زیرِ سایہ اسلامی ریاست میں جو حکومتی اور رفاہی انتظامات اور اصلاحات کی گئیں ان کا تعارف ہے، جس میں ضمناً صحت اور طبی سہولیات سے متعلق آپ ﷺ کا رویہ اور پالیسی کی تفصیل بھی شامل ہے کہ آپ نے اس حوالے سے کیا ہدایات دیں؟ کن افراد کو اس شعبے کے لئے مامور کیا؟ غیر مسلم طبیبوں سے کس طرح فائدہ اٹھایا؟ صحت کے شعبے میں خواتین کی خدمات کس طرح لی گئیں؟ اور ان جیسی دیگر تفصیلات مذکور ہیں۔

٢۔ نصاب الاحتساب،

تالیف: عمر بن محمد السنامی، تحقیق: الدکتور مریزن سعید مریزن، مکتبة الطالب الجامعی، مکة المکرّمة، ١٩٨٥ء۔

اس کتاب کا موضوع اسلام کے نظامِ احتساب کا تعارف ہے، چنانچہ احتساب کیا ہوتا ہے؟ احتساب کے اصول کیا ہیں؟ کس شعبۂ زندگی سے وابستہ لوگوں کا احتساب کس طرح کیا جا سکتا ہے؟ اور احتساب کے لئے مقرر افراد کی خصوصیات اور اختیارات کی وضاحت جیسی تفصیلات اس میں شامل ہے۔ اسی ضمن میں حکومت ذمہ داروں کی ذمہ داریاں میں غفلت کا احتساب بھی شامل ہے۔

٣۔ الرعایة الصحیة والطبیة فی القرن الأول الهجری،

دراسة: اسماء یوسف احمد آل ذیاب، جامعة الشارقة، کلیة العلوم والآداب، قسم التاریخ والحضارة الاسلامیة، الأمارات العربیة المتحدة،

العام الجامعی: ٢٠١٠۔٢٠١١۔

یہ ایم۔فل کے درجے کا ایک تحقیقی مقالہ ہے جس میں محقق نے پہلی صدی ہجری میں مسلمانوں کے زیرِ سایہ ممالک میں صحت وطب کے شعبے سے متعلق کئے گئے اقدامات کا جائزہ لیا ہے۔

٤۔ الأمومة،

تالیف: الدکتورة فائز قنطار، عالم المعرفة، کویت، اکتوبر ١٩٩٢ء۔

ماں اور بچے کے باہمی تعلق اور زچہ بچہ کے دیگر اہلِ خانہ کے ساتھ تعلقات کی تفصیل اور ہر ایک کے حقوق وفرائض کا بیان اس کتاب کا موضوع ہے۔

٥۔ أحکام الأمومة فی الفقه الاسلامی،

رسالة: مریم محمد الماس یعقوبی، جامعة أم القری مکة المکرّمة، کلیة الشریعة والدراسات الاسلامیة، قسم الدراسات الاسلامیة، فرع الفقه وأصوله، العام الجامعی ١٤٢٢ھ۔

زچہ کے ماں بننے تک کے مراحل سے متعلق امور کا فقہِ اسلامی کی روشنی میں تفصیلی بیان ہے۔

٦۔ موسوعة حقوق الانسان،

تالیف: الدکتور عدنان بن محمد بن عبدالعزیز، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، الطبعۃ الأولی ۲۰۰۵ء۔

یہ انسانی حقوق کا ایک انسائیکلوپیڈیا ہے جس میں انسان کے مختلف بنیادی اور ضمنی حقوق سے بحث کی گئی ہے، اس میں انسان کے حقِ بقاء اور زندگی کے تحفظ کے حق سے متعلق بحث بھی موجود ہے۔

٧۔ المجتمع الانسانی فی ظل الاسلام،

الأستاذ محمد ابوزہرۃ، الدار السعودیۃ، الطبعۃ الثانیۃ ۱۹۸۱ء۔

انسانی معاشرے نے اسلام کے زیرِ سایہ کیا ترقی کی اور کیا خوبیاں پیدا ہوئیں؟ اس کتاب میں ان کا بیان ہے جس سے ایک اسلامی معاشرے میں انسان کو حاصل حقوق کی تفصیل کا علم ہوتا ہے۔

٨۔ الاسلام و ضرورات الحیاۃ،

تالیف: دکتور عبداللہ بن احمد قادری، دار المجتمع، الطبعۃ الثانیۃ ۱۴۱۰ھ۔

زندگی کے بقاء کے لئے جن اشیاء کی ضرورت ہے ان سے متعلق اسلام کے نقطۂ نظر کا بیان اس کتاب میں ہے۔

٩۔ الفاروق،

تالیف: مولانا شبلی نعمانی، نامی پریس کانپور، ۱۸۹۹ء۔

اس کتاب کا موضوع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ذاتی زندگی اور ان کے عہدِ خلافت کی تاریخ کا بیان ہے، جس میں ان کے نظامِ حکومت، سیاسی اقدامات اور رفاہی اصلاحات کی تفصیل کے تحت صحت وصفائی اور انسانی حقوق سے متعلق ان کی کاوشوں کا بیان بھی ہے۔

١٠۔ اسلام میں بچوں کا مقام، ان کی نگہداشت، نشوو نما اور حفاظت

تالیف: جامعۃ الازہر، مصر بہ تعاون عالمی ادارہ برائے بہبود اطفال 2009

یہ کتابچہ اقوام متحدہ کے ادارے عالمی ادارہ برائے بہبود اطفال نے عالم اسلام کے ایک ممتاز علمی مرکز جامعۃ الازہر کے فاضل اساتذہ کرام سے تیار کروایا ہے۔ پاکستان میں اس ادارے کی انتظامیہ نے اس کتابچے میں بچوں کے بنیادی حقوق اور خاص طور پر صحت کے حوالے سے حقوق اور ذمہ داریوں پر اسلامی تعلیمات اور تفصیلات درج کی گئیں ہیں۔

١١۔ ماں اور بچے کی صحت سے منسلک حقوق اور حکومتی فرائض: اسلامی نقطہ نظر میں

تالیف: سینٹر فار کمیونیکیشن پروگرام پاکستان 2016

یہ کتابچہ ادارہ سینٹر فار کمیونیکیشن پروگرام پاکستان نے اکابرین علماء کی زیرِ نگرانی مرتب کیا ہے۔ اس میں ماں اور بچے کی صحت سے منسلک حقوق اور حکومتی ذمہ داریوں کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں زیرِ بحث لایا گیا ہے۔

پوسٹر

وعن عبد الله بن عمر رضی الله عنهما

ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال

الا کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیته۔ ﴿الخ﴾

﴿صحیح بخاری﴾

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جان لو تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور تم میں سے ہر ایک سے ان کے ماتحتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا، پس حکمران عامۃ الناس کا نگران ہے اور اس سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا.....

- صحت ایک بنیادی انسانی حق ہے اور صحت کی سہولیات کی فراہمی ریاست کی ذمہ داری ہے
- ہر شہری کو صحت کی بنیادی سہولیات جو کہ بنیادی صحت کے مراکز اور سرکاری ہسپتال میں مہیا ہیں ان کی معلومات ہونی چاہیے اور ان تک آپ کی مناسب رسائی بنیادی حق ہے۔
- اگر صحت کی سہولیات کی فراہمی کے حوالہ سے کوئی شکایات ہوں تو آپ مروجہ طریقہ کار کو استعمال کرتے ہوئے ان کی شکایات ضرور درج کروالیں

جیک فولڈر

ماں اور بچے کی صحت سے منسلک حقوق اور حکومتی فرائض
اسلامی نقطہ نظر میں

بنیادی معلومات
برائے
علماء دین

Center for Communication Programs Pakistan

Global Network
JOHNS HOPKINS Center for Communication Programs

89 B, Street No. 59, F-10/3, Islamabad 44000 - Pakistan

051-2294135-6 ccp-pakistan.org.pk ccp.pakistan PakistanCCP